هفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور



اَحَادِیثِ رَسُول صلی اللہ علیہ وسلم

خوش آمدید رمضان المبارک

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اٰخِرِ يَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهٗ فَرِيْضَةً وَّقِيَامَ لَيْلِهٖ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ يُّزَادُ فِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ لَهٗ مَغْفِرَةً لِّذُنُوْبِهٖ وَعِتْقَ رَقَبَتِهٖ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْتَقِصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْءٌ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مَذْقَةِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَةٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِّنْ مَّاءٍ وَمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِيْ شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَّاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَّاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَّمْلُوْكِهٖ فِيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ۔

(بیہقی)

ترجمہ:- حضرت سلمان فارسیؓ کہتے ہیں کہ شعبان کے آخری دن رسول اللہ صلعم نے ہمارے سامنے خطبہ دیا۔ اور فرمایا۔ کہ اے لوگو ایک بڑے مہینے نے تم پر سایہ ڈالا ہے جو بڑا بابرکت مہینہ ہے یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے خداوند تعالے نے اس مہینہ کے روزے فرض قرار دئے ہیں۔ اور اس کی رات کی عبادت نفل قرار دی ہے جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی سے خدا کی قربت تلاش کرے یعنی خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نفل عبادت کرے اس کا ثواب اتنا ہی ہوتا ہے جتنا فرض کا رمضان کے مہینہ کے سوا دوسرے مہینوں میں۔ اور جو شخص ادا کرے اس مہینہ میں فرض کو اس کا ثواب ملتا ہے جتنا رمضان کے سوا دوسرے مہینوں میں ستر فرض ادا کرنے کا ثواب اور یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ مہینہ غمخواری کا ہے یہ مہینہ ایک ایسا مہینہ ہے جس میں زیادہ کیا جاتا ہے رزق مومن کا۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے وہ اس کے لئے گناہوں کی بخشش کا سبب ہوتا ہے اور دوزخ کی آگ سے نجات کا ذریعہ اور روزہ دار کے ثواب کے برابر اس کو ثواب ملتا ہے اور اس سے روزہ دار کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوتی۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ ہم سب کے پاس اتنا سامان نہیں ہے کہ اس سے ہم روزہ داروں کے روزے افطار کرائیں۔ آپ نے فرمایا۔ عطا فرماتا ہے خداوند تعالے یہ ثواب اس شخص کو (بھی) جو لسی کے ایک گھونٹ یا ایک کھجور یا پانی کے ایک گھونٹ سے کسی کا روزہ افطار کرائے۔ اور جو شخص روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے، سیراب کرے گا اس کو اللہ تعالے میرے حوض سے ایسا کہ پھر کبھی اس کو پیاس نہ لگے گی یہانتک کہ وہ جنت میں جائے اور یہ مہینہ ایک ایسا مہینہ ہے کہ اس کی ابتداء میں رحمت ہے درمیان میں مغفرت اور آخر میں دوزخ سے نجات، اور جس شخص نے اس مہینے میں اپنے غلام (روزہ دار) سے کم کام لیا اور اس کے کام میں تخفیف کر دی بخشتا ہے اللہ اس کو اور دوزخ سے نجات دیتا ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهٗ تُفْتَحُ فِيْهِ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَتُغْلَقُ فِيْهِ اَبْوَابُ الْجَحِيْمِ وَتُغَلُّ فِيْهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِيْنِ لِلّٰهِ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ۔

(رواہ احمد والنسائی)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلعم نے، آیا ہے تمہارے پاس رمضان کا بابرکت مہینہ۔ جس کے روزے خدا نے تم پر فرض کئے ہیں کھولے جاتے ہیں اس مہینہ میں آسمان کے دروازے اور بند کئے جاتے ہیں دوزخ کے دروازے اور طوق پہنایا جاتا ہے سرکش شیطان کو۔ اس مہینہ میں خدا کی ایک خاص رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جو شخص محروم رہا اس کی بھلائی سے محروم رہا ہر بھلائی سے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّيَامُ وَالْقُرْاٰنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَقُوْلُ الصِّيَامُ اَيْ رَبِّ اِنِّيْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ وَيَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ فَيُشَفَّعَانِ۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رمضان اور قرآن بندہ کی سفارش کریں گے۔ چنانچہ روزہ یہ کہے گا کہ اے پروردگار میں نے اس کو کھانے اور خواہشات سے دن میں روکے رکھا پس اس کے لئے میری سفارش کو قبول فرما۔ اور قرآن یہ کہے گا کہ میں نے اس کو رات کی نیند سے باز رکھا یعنی سونے نہیں دیا۔ پس اس کے حق میں تو میری سفارش قبول کر۔ پس ان کی سفارش قبول کی جائے گی۔

محکمۂ تعلیم و محکمۂ جیلخانجات سے منظور شدہ

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

فون نمبر

۶۷۵۴۵

۲۸ شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ ۲۵ جنوری ۱۹۶۳ء

جلد ۸ | شمارہ ۳۸

شرح چندہ

پاکستان و ہندوستان سے

سالانہ	۱۱ روپے
ششماہی	۶ روپے
سہ ماہی	۳ روپے
فی پرچہ	۲۵ پیسے



سعودی عرب ، کویت
ایران ، افریقہ ، ملایا
ہانگ کانگ ، انگلینڈ
سے

سالانہ چندہ

عام ڈاک سے ۱۸٫۸۷ روپے
ہوائی ڈاک سے ۵۴٫۰۰ "

امریکہ

عام ڈاک سے ۲۴ روپے
ہوائی ڈاک سے ۸۳٫۸۰ روپے

نوٹ

بیرونی ممالک کے لئے چھ ماہ سے کم میعاد کیلئے پرچہ جاری نہیں کیا جائیگا

حکومتِ پاکستان اور احترامِ رمضان

بحمد اللہ تعالیٰ پاکستان مسلمانوں کا ملک اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں کی سرزمین ہے۔ دنیا کے موجودہ نقشے پر یہ واحد مملکت ہے جو اسلام کے مقدس نام پر معرضِ وجود میں آئی۔ لکھوکھا مسلمان خاک و خون کی ہولی کھیلے اور لاتعداد عصمتیں درندہ صفت انسانوں کے ہاتھوں محض اس لئے پامال ہوئیں کہ خدا کا نام سربلند ہو اور مدینے والے کے لائے ہوئے قانون اور دستورِ حیات کا نفاذ اس خطۂ ارضی پر عمل میں لایا جائے۔ لیکن افسوس پندرہ سال کا طویل عرصہ بیت گیا، حکومتیں گردشِ ایام کے ساتھ تبدیل ہوتی رہیں۔ اور کارپردازانِ مملکت کی مسلسل یقین دہانیوں کے باوجود یہ خواب تاحال شرمندۂ تعبیر نہیں ہوا۔ مشرقی پنجاب، دہلی، یوپی و بہار اور مغربی بنگال کے گلی کوچوں میں بہا ہوا خونِ مسلم آج بھی پاکستانی مسلمانوں کا شکوہ سنج اور ان کی بے وفائیوں کا گلہ گذار ہے۔ کاش موجودہ حکومت ہی اس پکار پر کان دھرے اور قانونِ کتاب و سنت کا نفاذ اسی کے ہاتھوں انجام پذیر ہو۔ ظن المومنین خیرا کے مصداق ہمیں گمان یہی ہے کہ موجودہ حکومت اپنے وعدوں میں شاید صادق ہو۔ چنانچہ اب جب کہ رمضان المبارک کا چاند فلک کے دریچے سے جھانکنے کو ہے اور امتِ مسلمہ کو قرآنِ عزیز کی سالگرہ کی نویدِ جانفزا سنانے کے لئے تیار کھڑا ہے ہمیں حق پہنچتا ہے کہ اپنی حکومت سے مطالبہ کریں کہ وہ اس مبارک مہینہ سے نفاذِ کتاب و سنت کے مبارک اقدام کا آغاز کرے۔

قرآن کی مناسبت رمضان کے ساتھ بالکل روشن ہے۔ اسی لئے اہلِ سنت قرآن مجید کے نزول کی سالانہ یادگار اس مہینہ بھر راتوں کو اپنی مسجدوں میں مناتے ہیں اور تراویح کی رکعتوں میں سارے قرآن کو اپنے حافظہ میں تازہ کر لیتے ہیں ——— کیا ہی اچھا ہو کہ حکومت اسی ماہِ مبارک میں دستورِ قرآنی کے نفاذ کی طرف پہلا عملی قدم اٹھائے اور اپنی اسلام دوستی کا ثبوت بہم پہنچائے۔

کون نہیں جانتا کہ روزہ تمام امتِ مسلمہ پر خداوند قدوس کی طرف سے فرض ہے ——— دولت مند ہو یا نادار، بادشاہ ہو یا فقیر، مرد ہو یا عورت کوئی اس سے مستثنےٰ نہیں۔ صرف بیماروں اور مسافروں کو البتہ رخصت ہے لیکن احترامِ رمضان کے وہ بھی پابند ہیں ——— چنانچہ اسلامی حکومت کا فریضہ ہے کہ وہ مسلمانوں سے رمضان المبارک کا احترام زبردستی اور قانوناً کرائے۔ اگر ایبڈو زدہ سیاست دانوں کیلئے آرڈیننس کا نفاذ عمل میں آ سکتا ہے، حکومت پر نکتہ چینی سے زبانِ قانون حرکت میں آ سکتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ احترامِ رمضان آرڈیننس کا نفاذ عمل میں نہ آئے اور شریعتِ حقہ کا مذاق اڑانے والی زبانوں پر تدغن نہ لگائی جا سکے۔

حکومت سے ہماری درخواست ہے کہ وہ سابقہ حکومتوں کی طرح احترامِ رمضان کے بارے میں صرف ضلعی حکام سے اپیل کرا دینے پر اکتفا نہ کرے۔ بلکہ اس قسم کی ملک گیر پالیسی وضع کرے کہ جس سے حکام و عوام سب کماحقہٗ احترامِ رمضان پر مجبور ہو جائیں ——— اس سلسلے میں ہماری تجاویز یہ ہیں کہ اوقاتِ روزہ کے دوران ہوٹلوں میں سرِ عام اور کھلے بندوں کھانے پینے پر قانوناً پابندی لگا دی جائے۔ بسوں، لاریوں، ریل گاڑیوں اور بازاروں میں دن کے وقت سگرٹ نوشی قطعاً ممنوع قرار دی جائے۔ ریڈیو پاکستان کم از کم مہینہ بھر قرآن خوانی، فضائلِ قرآن و رمضان پر تقاریر، نعتیہ کلام (جو شریعت کے خلاف نہ ہو) خبروں اور علمی نشریات کیلئے وقف رہے، بیرونی ممالک کے بہترین قاریوں کی قرأت وقتاً فوقتاً ریڈیو پاکستان سے نشر کی جائے بچوں کا پروگرام بھی فضائل قرآن و رمضان اور ترغیبِ صوم و صلوٰۃ کے لئے مخصوص ہو۔ سینماؤں پر پابندی لگائی جائے چکلے اور فحاشی کے اڈے اگر عاشورۂ محرم کے دوران خود بخود بند ہو سکتے ہیں تو اس مبارک مہینے کے احترام میں انہیں حکماً بند کرنے کی سعادت حکومت حاصل کرے اور درحقیقت تو ان کا وجود ہی اسلام کے نام پر قائم شدہ ملک کے جسم پر رِستا ہوا ناسور ہے جس کے مکمل استیصال کی فوری کارروائی عمل میں آنی چاہئے چہ جائیکہ رمضان ایسے مبارک مہینے میں گناہ کا کاروبار جاری رہے۔

ہمیں یقین ہے کہ اگر اربابِ اقتدار اس سلسلے میں

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

مجلس ذکر

منعقدہ جمعرات ۱۹ شعبان المعظم سنہ ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۷ جنوری سنہ ۱۹۶۳ء

رمضان المبارک کی تیاری

ذکر کے بعد جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر ارشاد فرمائی

مرتبہ ——— خالد سلیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ! یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ الاٰیۃ۔

ترجمہ! اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے پہلے تھے۔

یہ مجلس حضرت رحمۃ اللہ علیہ اصلاح حال کی غرض سے منعقد فرمایا کرتے تھے۔ اس مجلس میں حضرت وہ مسائل بیان کیا کرتے تھے۔ جن پر ہماری نجات اور کامیابی کا مدار ہے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے والوں کی زندگیاں ہی بدل گئیں۔ معاملات دین دین اور شکل و صورت بھی شریعت کے مطابق بن گئے۔ حضرتؒ میں اخلاص بہت زیادہ تھا آپ کے دل سے نکلی ہوئی بات اثر رکھتی تھی۔ ایک بہت بڑے عالم جو لاہور کی سب سے بڑی مسجد کے خطیب ہیں۔ اُن سے کسی نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ آپ کے درس میں بیٹھنے والوں کی حالت میں تو کوئی تبدیلی نہیں آئی، نہ وہ نماز کے پابند بنے نہ اُن کی شکل و صورت اسلامی ہوئی۔ لیکن حضرتؒ کے درس بیٹھنے والوں کی حالت بالکل ہی بدل گئی انہوں نے فرمایا کہ حضرتؒ کی زمین زرخیز ملی ہے۔ اور مجھے زمین سخت ملی ہے۔ یہ بات ان کے اپنے نزدیک اگرچہ درست ہوگی لیکن حقیقت سے یہ بہت دور ہے۔ دراصل صحیح صورت حال یہ ہے۔ کہ اگر انسان میں جوہر، جذبہ اور صلاحیت موجود ہو تو پھر اس کا اثر کسی دوسرے پر ہوتا ہے۔ ؎

ہر کہ از دل می خیزد بر دل می ریزد

حضرت رحمۃ اللہ علیہ خود صاحب حال اور کامل و اکمل تھے۔ اس لئے ان کی خدمت میں جو بھی خلوص کے ساتھ رضا الٰہی کے حصول کے لئے حاضر ہوا کبھی خالی نہیں گیا۔

آج میں رمضان المبارک کے مہینے کی تیاری کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ظاہر ہے۔ کہ نماز فرض ہونے پر نماز کے مسائل اور حج فرض ہونے پر حج کے مسائل سیکھنے پڑتے ہیں۔ اسی طرح روزے رکھنے سے پہلے روزہ کے مسائل کا علم حاصل کرنا بھی لازمی ہے۔ روزہ صحیح راستہ پر چلنے کا نیا عزم اور ارادہ پیدا کرتا ہے۔ رمضان کا مہینہ روحانیت کی شگفتگی اور بہیمیت کے فنا کرنے کے لئے ہے۔ روزہ کا مقصد تقویٰ اور طہارت حاصل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اِتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ الاٰیۃ، تقویٰ اختیار کرو۔ ایسا تقویٰ کہ اس کا حق ادا کردو۔ مگر آج ہم نے رمضان کے مہینے کی تیاری کچھ اور ہی سمجھ لی ہے۔ کہ اچھے سے اچھا گھی تلاش کرتے ہیں۔ اور سامان خورد و نوش جمع کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ بعض لوگ اپنے معمولات کو کم کرنا تیاری سمجھتے ہیں حالانکہ یہ مقصود روزہ نہیں۔ مقصود تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔

لوگوں کو عید کی فکر ابھی سے ہو جاتی ہے۔ غرضیکہ سویاں خریدی جاتی ہیں۔ لیکن تراویح پڑھنے کا اہتمام۔ سحری کے وقت اُٹھنے کا پروگرام اور نماز تہجد پڑھنے کی فکر کسی کو نہیں ہوتی والا ماشاء اللہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رمضان کے مہینے کی پہلے ہی سے تیاری کرو۔ اسی غرض کے لئے حضورؐ شعبان کے مہینے میں بکثرت روزے رکھتے راتوں کو قیام فرماتے اور امت کو بھی اس کی تعلیم فرماتے۔ تاکہ رمضان کے مہینے میں عبادت الٰہی کوئی بوجھ نہ بنے۔ رات کو قیام کرنے تراویح پڑھنے اور روزہ رکھنے سے انسان تکلیف محسوس نہ کرے بلکہ یہ سب چیزیں اس کی عادت ثانیہ بن جائیں۔ آج ہم سب کو رمضان کی صحیح قسم کی تیاری کرنی چاہیئے۔ اپنا پروگرام بنائیں کہ روزانہ کتنے پارے قرآن مجید کے پڑھتے ہیں۔ اتنی تسبیح درود شریف اور اتنی استغفار کی اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کی کرنی ہیں۔ وغیرہ وغیرہ اور اس پر کاربند رہیں۔ تراویح اُس حافظ کے پیچھے پڑھیں جو خالصتاً رضاء الٰہی کے لئے قرآن سنائے۔ جو حافظ اُجرت مقرر کر کے سنائے۔ اُس کے پیچھے بالکل نہ پڑھیں۔ کیونکہ اس طرح نماز ضائع جائے گی۔ اور بالکل ثواب نہ ہوگا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری ساری رات نماز (نوافل) پڑھا کرتے تھے۔

کوشش کریں کہ کم از کم ہم رمضان کے مہینے میں ہی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر رات کو قیام کریں۔ اور روزہ کی روح کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ روزہ کی روح یہ ہے کہ کان آنکھ اور زبان ہاتھ پاؤں اور دل وغیرہ سے کوئی کام خلاف شریعت سرزد نہ ہونے پائے۔ نہ غیبت کی جائے اور نہ سنی جائے، جھوٹ گالی، بددیانتی دھوکہ فریب اور چغلی غرض ہر ایک لغو اور بیہودہ کام سے بچنا ہی روزہ کی روح ہے۔ اور روزہ کی ظاہری حالت کھانا پینا ترک کرنا ہے۔ تراویح کے بارے میں آج کل عوام میں جھگڑا ہوتا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ بیس تراویح پڑھنی چاہئیں۔ اور کوئی کہتا ہے کہ آٹھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف تین چار روز تراویح پڑھی ہیں۔ اور پھر اس لئے جماعت نہیں کرائی کہ کہیں یہ نماز تراویح فرض نہ ہو جائے

صحابہ کرامؓ خلفائے راشدینؓ اور آئمہ دین ہمیشہ بیس رکعت تراویح پڑھتے رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ ——— او کما قال کہ میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی اقتدار کروگے ہدایت پا جاؤ گے۔ چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ بیس رکعت تراویح با جماعت پڑھتے تھے۔

حضرات یہ مہینہ گناہوں کی معافی

(باقی ص۱۸ پر)

(خطبہ یوم الجمعہ ۲۱ شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ بمطابق ۱۸ر جنوری ۱۹۶۳ء)

اللہ کے نیک بندوں کے اوصاف

از جانشین شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔
اما بعد!۔۔۔ وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجٰھلون
قالوا سلٰما ۝ والذین یبیتون لربھم سجدا وقیاما ۝ والذین یقولون ربنا اصرف
عنا عذاب جھنم ان عذابھا کان غراما ۝ انھا ساءت مستقرا ومقاما ۝ والذین
اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذٰلک قواما ۝ والذین لا یدعون مع
اللہ الٰھا اٰخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ومن
یفعل ذٰلک یلق اثاما ۝ یضٰعف لہ العذاب یوم القیٰمۃ ویخلد فیہ مھانا ۝ الا
من تاب واٰمن وعمل عملا صالحا فاولٰئک یبدل اللہ سیاٰتھم حسنٰت وکان
اللہ غفورا رحیما ۝ ومن تاب وعمل صالحا فانہ یتوب الی اللہ متابا ۝ والذین
لا یشھدون الزور واذا مروا باللغو مروا کراما ۝ والذین اذا ذکروا باٰیٰت
ربھم لم یخروا علیھا صما وعمیانا ۝ والذین یقولون ربنا ھب لنا من ازواجنا
۔۔۔ وذریٰتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما ۝ اولٰئک یجزون الغرفۃ بما
صبروا ویلقون فیھا تحیۃ وسلٰما ۝ خٰلدین فیھا حسنت مستقرا ومقاما ۝
(سورہ الفرقان ۴۷)

ترجمہ!

اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں۔ اور جب ان سے بے سمجھ لوگ بات کریں تو کہتے ہیں سلام ہے۔ اور وہ لوگ جو اپنے رب کے سامنے سجدہ میں اور کھڑے ہو کر رات گزارتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم سے دوزخ کا عذاب دور کر دے بیشک اس کا عذاب پوری تباہی ہے۔ بے شک وہ برا ٹھکانا اور بری قیام گاہ ہے اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں۔ تو فضول خرچی نہیں کرتے۔ اور نہ تنگی کرتے ہیں۔ اور ان کا خرچ ان دونوں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے۔ اور وہ جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور اس شخص کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام کر دیا ہے۔ اور زنا نہیں کرتے اور جس شخص نے یہ کیا وہ گناہ میں جا پڑا۔ قیامت کے دن اسے دگنا عذاب ہوگا۔ اور اس میں ذلیل ہو کر پڑا رہے گا۔ مگر جس نے توبہ کی۔ ایمان لایا اور نیک کام کئے سو انہیں اللہ تعالےٰ برائیوں کی جگہ بھلائیاں بدل دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور جس نے توبہ کی اور نیک کام کئے۔ تو وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور جو بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے۔ اور جب بیہودہ باتوں کے پاس سے گذریں تو شریفانہ طور سے گذرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جب انہیں ان کے رب کی آیتوں سے سمجھایا جاتا ہے۔ تو ان پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے اور وہ جو کہتے ہیں۔ کہ اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے۔ یہی لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر کے بدلے میں جنت کے بالا خانے دیے جائیں گے اور ان کا وہاں دعا اور سلام سے استقبال کیا جائے گا۔ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے ٹھہرنے اور رہنے کی خوب جگہ ہے

برادران اسلام

انسان اپنے اوصاف، اخلاق اور خصلتوں سے پہچانا جاتا ہے۔ قوموں یا ملکوں کے افراد اپنے رنگ و روپ، ناک نقشے اور کئی دیگر خصوصیات کی بناء پر ایک دوسرے سے متمیز (علیحدہ) ہو سکتے ہیں۔ ایک حبشی کے گھنگریالے بال، موٹے ہونٹ اور کالا رنگ دیکھ کر کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہ حبشہ کا رہنے والا ہے۔ چینیوں اور جاپانیوں کا ناک نقشہ دیکھ کر اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ چین یا جاپان کے باشندے ہیں، گورے رنگ اور بعض دیگر مخصوص عادات و اطوار دیکھ کر کسی شخص کے بارے میں یہ رائے قائم کی جا سکتی ہے کہ یہ انگریز ہے یا کسی یورپین قوم سے تعلق رکھتا ہے اسی طرح جہانِ آخرت کے شیدائیوں اور اللہ کے بندوں کی بھی بعض ممتاز خصوصیات اور اوصاف حمیدہ ہیں۔ ان کا بھی ایک خاص حلیہ ہے جسے دیکھ کر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ یہ شخص عباد الرحمٰن میں شامل ہے۔ دنیا میں یہ مسافر کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کی اصل منزل جہانِ آخرت ہے۔

خداوند قدوس تمام مخلوق کا پیدا کرنے والا اور سب کا مالک و مربی ہے اس کے نزدیک گورے کالے، عربی عجمی، سید مغل پٹھان اور چوہڑے چمار سب یکساں ہیں۔ کسی فرد کو خاندان یا حسب و نسب کی وجہ سے کسی دوسرے شخص پر کوئی فوقیت اس کی بارگاہ میں حاصل نہیں اس کے ہاں وہی مقبول ہے۔ جو اس کے بیان کردہ اوصاف کا حامل ہو۔ اور اس کی مقرر کی ہوئی حدود کی پابندی کرے۔ چنانچہ قرآن حکیم کی مذکورۃ الصدر آیت میں خداوند قدوس نے اپنے بندوں اور جہان آخرت کے شیدائیوں کے چند اوصاف بیان فرمائے ہیں۔ جو شخص ان صفات سے متصف ہوگا اس کا شمار بندگانِ الٰہی میں ہوگا۔ اور جو شخص ان اوصاف حمیدہ سے خالی ہوگا۔ عباد الرحمٰن کی فہرست سے اس کا نام خارج ہوگا۔ اس آیت میں عباد الرحمٰن کی نو خصوصیات اللہ جل شانہٗ نے گنوائی ہیں۔

عباد الرحمٰن کے اوصاف

پہلی صفت

وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونا ۝

اور اللہ کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

اللہ کے بندے مشرکین کی طرح رحمان کا نام سن کر ناک بھوں نہیں چڑھاتے بلکہ ہر فعل و قول سے بندگی کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کی چال ڈھال سے تواضع، متانت خاکساری اور بے تکلفی ٹپکتی ہے۔ متکبروں کی طرح زمین پر اکڑ کر نہیں چلتے —— یہ مطلب بھی نہیں کہ ریا و تصنع سے بیماروں کی طرح قدم اٹھاتے ہیں

برادرانِ محترم

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والے غرور و تکبر سے کوسوں دور رہتے ہیں — ہر حال میں ان پر عبدیت کا غلبہ رہتا ہے — خدا کی زمین پر اکڑ کر، اینٹھ مروڑ کے ساتھ اترا کر چلنا وہ گناہ تصور کرتے ہیں ان کے دل و دماغ پر حق تعالٰے کی عظمت کا اس درجہ رعب طاری ہوتا ہے کہ وہ دبے پاؤں چلتے ہیں — وہ جانتے ہیں کہ عظمت و بڑائی تو صرف حق تعالٰے کی شان ہے۔ اور ایک بوند پانی سے پیدا ہونے والے کو تو اور بھی تکبر زیب نہیں دیتا۔ انسان کا سب سے قیمتی جوہر عبدیت اور بندگی ہے — چنانچہ سارے جہانوں کے سردار، امام الانبیاء جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے "عبدہٗ" کا لفظ ارشاد فرما کر خداوند قدوس نے یہ بات واضح فرما دی کہ انسانیت کا سب سے بڑا کمال "عبد" ہونا ہے۔ پھر انسان کا مقصد تخلیق بھی اللہ رب العزت نے یہی بتایا۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝

یعنی انسان پیدا ہی محض عبادت کے لئے کیا گیا ہے ——

اس لئے انسان کو ہر حال میں اللہ کا بندہ بن کر زندگی گزارنی چاہیئے۔ مقام بندگی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہر گھڑی اللہ کا خوف سامنے اور دامن تقوٰی ہاتھ میں رہے۔ حتٰی کہ چال ڈھال پر بھی اس کا اثر نمایاں ہو۔ غرضیکہ عباد الرحمٰن کی پہلی نشانی یہ ٹھہری کہ ان کی چال دوسرے بندوں کی چال سے ممتاز ہو ——

دوسری صفت

وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا

اور جب ان سے جاہل بے سمجھ لوگ بات کریں تو سلام کہتے ہیں ——

نتیجہ

اللہ کے بندے کم عقل اور بے ادب لوگوں کی جاہلانہ گفتگو کا جواب ترکی بہ ترکی نہیں دیتے۔ عفو و درگذر سے کام لیتے ہیں — جاہلوں کے منہ نہیں لگتے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ وہ کسی سے قولی یا فعلی انتقام نہیں لیتے۔ نتیجۃً جو وقت ان کا بے کار گفتگو میں صرف ہوتا وہی وقت اللہ کی یاد میں صرف کرتے ہیں — پس اللہ کے بندے جاہلوں کی چھیڑ چھاڑ میں اپنے کو الجھاتے نہیں۔ تاکہ یادِ حق کے لئے زیادہ سے زیادہ وقت میسر ہو — وہ ہر لمحۂ زندگی کو اللہ کی امانت سمجھتے ہیں۔ اور اسے ضائع کرنے سے حد درجہ گریز کرتے ہیں۔

تیسری صفت

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا

اور وہ لوگ اپنے رب کے سامنے سجدہ میں اور کھڑے ہو کر رات گذارتے ہیں ——

حاصل

اللہ کے بندوں کا دن اس طرح گزرتا ہے۔ کہ جس طرح اوپر کی آیات میں بیان ہوا اور شب یوں بسر ہوتی ہے۔ کہ رات کو جب غافل بندے نیند اور آرام کے مزے لوٹتے ہیں یہ خدا کے آگے کھڑے اور سجدے میں پڑے ہوئے گزارتے ہیں — کہتے ہیں حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ جو تمام اکابر دیوبند کے پیر ہیں۔ ساری، ساری رات ایک سجدہ میں گزار دیتے اور حالت سجدہ میں یہ شعر پڑھتے ۔

اے خدا ایں بندہ را رسوا مکن
گر بدم من سرِ من پیدا مکن

اے خدا اس بندے کو رسوا نہ فرمائیے اگرچہ میں برا ہوں۔ لیکن میرے عیوب کو خلق پر ظاہر نہ فرمائیے۔

چوتھی صفت

عباد الرحمٰن اللہ سے ڈرتے اور لرزاں و ترساں یہ دعا کرتے رہتے ہیں

اے ہمارے پروردگار ہم سے جہنم کے عذاب کو دور رکھیئے — کیونکہ اس کا عذاب پوری تباہی ہے

پانچویں صفت

وہ لوگ جب خرچ کرنے لگتے ہیں۔ نہ تو فضول خرچی کرتے ہیں۔ کہ معصیت میں صرف کرنے لگیں۔ اور نہ تنگی کرتے ہیں کہ طاعاتِ ضروریہ میں بھی خرچ کی کوتاہی کریں — ان کا خرچ کرنا افراط و تفریط کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے۔

چھٹی صفت

اللہ تعالٰے کے سوا کسی معبود کی پرستش نہیں کرتے۔ اور جس شخص کو اللہ تعالٰی نے حرام فرمایا ہے۔ اس کو قتل نہیں کرتے — مگر حق پر یعنی جب قتل کے وجوب یا اباحت کا سبب شرعی پایا جائے اس وقت اور بات ہے — اور وہ زنا نہیں کرتے ——

ساتویں صفت

وہ بے ہودہ باتوں لہو و لعب اور خلافِ شرع مجالس میں شریک نہیں — اور اگر اتفاقاً بلا قصد بیہودہ مشغلوں کے پاس ہو کر گزریں تو سنجیدگی و شرافت کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔ نہ اس کی طرف مشغول ہوتے ہیں۔ اور نہ ہی ان کے آثار سے عاصیوں کی تحقیر اور ترفع و تکبر ظاہر ہوتا ہے

آٹھویں صفت

اور وہ لوگ جب انہیں ان کے رب کی آیتوں سے سمجھایا جاتا ہے۔ تو ان پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے

نانویں صفت

اللہ کے بندوں کی شان یہ ہے کہ وہ جیسے خود دین کے عاشق ہیں۔ اسی طرح اپنے اہل و عیال کے لئے بھی ساعی اور داعی ہیں۔ چنانچہ عملی کوشش کے ساتھ حق تعالٰے سے بھی دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالٰے ہمیں بھی ان اوصاف کا حامل بنائے۔ آمین۔

ہفت روزہ "خدام الدین" خود پڑھیں اور دوسروں کو سنائیں)

فلسفہ روزہ

حضرت قطب اقطاب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

اَمَّا بَعْدُ!

برادران عزیز! اس سے پہلے اسلام کے پانچ ارکان میں سے توحید اور نماز کے متعلق انجمن خدام الدین ہزارہا کی تعداد میں چھوٹے چھوٹے تبلیغی رسائل شائع کر چکی ہے۔ اس صحبت میں روزے کا فلسفہ عرض کرنا مقصود و مطلوب ہے

قولہ تعالیٰ:۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (سورہ بقرہ رکوع ۲۳)

(ترجمہ)

مہینہ رمضان کا ہے جس میں نازل ہوا قرآن ہدایت ہے واسطے لوگوں کے اور دلیلیں روشن راہ پانے کی اور حق کو باطل سے جدا کرنے کی۔ پس جو کوئی پائے تم میں سے اس مہینے کو تو ضرور روزے رکھے اس کے۔ اور جو کوئی ہو بیمار یا مسافر تو اس کو گنتی پوری کرنی چاہیئے۔ اور دنوں سے۔ اللہ چاہتا ہے تم پر آسانی اور نہیں چاہتا تم پر دشواری اور اس واسطے کہ تم پوری کرو گنتی اور تاکہ بڑائی کرو اللہ کی اس بات پر کہ تم کو ہدایت کی اور تاکہ تم احسان مانو۔

قرآن حکیم کی سالگرہ

لوح محفوظ سے قرآن حکیم کا نزول رمضان المبارک میں ہوا ہے۔ سارا قرآن حکیم ایک ہی مرتبہ آسمان دنیا پہ نازل ہوا اس کے بعد وقتاً فوقتاً تھوڑا تھوڑا، نازل ہوتا رہا۔ ہر قوم میں یہ قاعدہ ہے۔ کہ جس دن اس پہ کوئی نعمت نازل ہو۔ اس کی یاد تازہ کرنے کے لئے سالگرہ مناتے ہیں۔ مثلاً یہود میں عاشورہ کا روزہ عیسائیوں میں نزول مائدہ آسمانی کا دن — مسلمانوں کے لئے قرآن حکیم ایک عظیم الشان نعمت ہے۔ اس لئے اس کی سالگرہ رمضان المبارک میں منائی جاتی ہے۔ چنانچہ سارے رمضان المبارک میں مسلمان رات کو قرآن حکیم سنتے ہیں۔ علاوہ اس کے اس نعمت عظمیٰ کے شکر میں دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ شکر نعمت میں روزہ رکھنا بھی سابقہ امتوں میں رائج تھا۔ جس طرح یہود میں عاشورا کا روزہ اسی لئے رائج تھا کہ اس دن فرعون غرق ہوا۔ اور بنی اسرائیل نے نجات پائی تھی۔

تمام اُمتوں میں روزہ

قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ (سورہ البقرہ رکوع ۲۳)

(ترجمہ)

تم پر روزہ ایسا ہی فرض کیا گیا ہے۔ جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض تھا۔

اس سے معلوم ہوا۔ کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کی شریعت میں بھی روزہ اسی طرح رکھا جاتا تھا۔ کہ روزہ کے دن کھانا پینا اور عورتوں سے صحبت کرنا حرام تھا روزہ کا یہ طریقہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی شریعت تک یوں ہی رہا۔ چنانچہ ابتداء میں جب مسلمانوں پر روزہ فرض ہوا۔ تو اس کی شرائط کا انہیں علم نہیں تھا۔ تو اہل کتاب کی طرح روزہ رکھنا شروع کیا کہ افطار کے بعد سونے سے پہلے پہلے کھانے پینے وغیرہ سے فراغت پالیتے سونے کے بعد پھر دوسرا روزہ شروع ہو جاتا، کچھ عرصے کے بعد اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ والی آیت نے اس طرز کو منسوخ کر دیا۔

اوقات روزہ میں اختلاف

البتہ علم تاریخ کی ورق گردانی سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ روزے کے اوقات ہر امت میں علیحدہ علیحدہ تھے مثلاً حضرت آدم علیہ السلام پر ہر مہینے کی ۱۳۔۱۴۔۱۵ تاریخ کو روزہ فرض تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام ہمیشہ روزہ دار ہوتے تھے۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار فرماتے۔ اور یہود پر عاشورہ اور ہر سنیچر کے علاوہ چند دن اور بھی فرض تھے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور دو دن افطار کرتے تھے۔ نصاریٰ پر دراصل رمضان کے روزے فرض تھے۔ لیکن جب انہیں سخت گرمی اور سردی کے روزے میں دقت محسوس ہوئی۔ تو یہ فیصلہ کیا۔ کہ موسم ربیع میں بجائے تیس کے پچاس رکھا کریں گے۔

روزے کی صورت بغیر رُوح بے کار ہے

ہر عقل مند کا قاعدہ ہے کہ جب کوئی کام کرنا ہے۔ تو اس کا فائدہ پہلے سوچ لیتا ہے۔ وہ فائدہ اس کی روح اور جان ہوتا ہے۔ اسی طرح روزے کی بھی ایک صورت ہے۔ اور دوسری اس کی روح۔ صورت تو یہ ہے۔ کہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانا پینا ترک کر دیا جائے۔ عورت اور مرد آپس میں ملنے نہ پائیں۔ لیکن اگر مقصد روزہ اس صورت کے اندر نہ پایا جائے۔ تو وہ بے کار ہے۔ چنانچہ دربار نبوت سے ارشاد ہوتا ہے۔

مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ —

(ترجمہ)

جس شخص نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی

کوئی پرواہ نہیں (یعنی روزے سے قرب الٰہی اور حصول رضامولےٰ کا جو نتیجہ مرتب ہونا چاہیئے۔ وہ نہیں ہوگا)

اور دوسری روایت میں مروی ہے۔

اَلْغِیْبَةُ تُفْطِرُ الصَّائِمَ ط

غیبت کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے (انتہیٰ)

اس سے معلوم ہوا کہ روزے کی حالت میں جس طرح مذکورہ بالا افعال ناجائز ہیں۔ اسی طرح کسی کی غیبت جو زبان کا جرم ہے۔ وہ بھی ممنوع ہے اس سے ثابت ہوا کہ روزے کا مقصد فقط کھانے پینے سے روکنا ہی نہیں بلکہ اس سے بہت اعلےٰ اور ارفع ہے

رُوحِ روزہ

تعلیم مذہب کا یہ خاصہ ہے۔ کہ انسان کے اندر اخلاق حسنہ پیدا ہوں۔ وہ صفات حمیدہ سے آراستہ ہو۔ بداخلاقی سے اسے نفرت ہو۔ خواہشات نفسانی پر قابو پائے، ضبط نفس اور تحمل کا خوگیر ہو۔ فتنہ انگیزی سے باز آئے۔ شرارت نہ کرنے پائے۔ ان تمام خوبیوں کے پیدا کرنے کے لئے بہترین علاج یہی ہے۔ کہ انسان کے حیوانی زہر کو نکال دیا جائے اس زہر کو نکالنے کا بہترین تریاق روزہ ہے۔ قوت حیوانی کی شدت سے تمام خرابیاں انسان کے اندر پیدا ہوتی ہیں۔ اگر قوت حیوانی کو کمزور کر دیا جائے تو انسان یقیناً بہت سی برائیوں سے رُک جائے گا۔ چنانچہ اسی قاعدے سے اسلامی شریعت میں قوانین روزہ کو پرکھا جائے تو یقین ہو جاتا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روزے کے ذریعے سے اپنی اُمت کو اخلاق کے اعلےٰ معیار پر پہنچانے کی سعی فرمائی ہے۔

احادیث نبویہ اور اُن کی حکمتیں

(پہلی حدیث)

قولہٗ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ صَائِمٌ

ترجمہ: روزہ دار نہ عورتوں سے ہنسی جول کی باتیں کرے اور نہ شوروغل مچائے اگر اُسے کوئی گالی بھی دے۔ یا لڑائی کرے دے تو خود اس کے مقابلے میں کچھ نہ کرے، اتنا کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔

شرح حدیث

ترک رفث میں اقوال اور افعال شہوانی سے روکنا مراد ہے۔

ترک صخب میں درندوں کی طرح شوروغل کرنے سے روکنا مطلوب ہے۔

ترک سبّ میں مطلق اقوال قبیحہ سے روک تھام ہے

ترک قتل سے مراد مطلق اقوال قبیحہ سے ممانعت ہے۔

اِنِّیْ صَائِمٌ

روزہ دار پر جب کسی بیہودہ گو، ظالم اور جاہل کی طرف سے حملہ ہو۔ تو اتنا کہہ دے بشرطیکہ اس کہنے سے اس کی طبیعت میں ریا نہ آ جائے، کہ مجھے روزہ ہے۔ اس لئے میں تمہارا مقابلہ کرنے سے معذور ہوں۔

بعض شارحین حدیث کا خیال ہے کہ زبان سے کہنا بھی ضروری نہیں۔ بلکہ دل میں روزے کا خیال کر کے مقابلے سے باز رہے

دوسری حدیث

قولہٗ صلی اللہ علیہ وسلم اَلصِّیَامُ جُنَّةٌ

ترجمہ: روزہ ڈھال ہے

ڈھال کے ذریعے سے انسان دشمن کے وار سے بچتا ہے۔ پہلی حدیث، شریف میں ....جو بیان ہوا ہے۔ کہ روزہ دار اقوال وافعال شہوانی اور درندگی سے اپنے آپ کو بچائے۔ فتنہ و فساد کی آگ کو بجھائے دکیونکہ اگر گالی اور لڑائی کا جواب اسی طرح دیتا تو فتنہ بپا ہوتا۔ اب روزے کے سبب سے وہ آگ بجھ گئی، حاصل یہ نکلا، کہ اُس نے گویا روزے کی ڈھال سے شیطان اور نفس کے وار کو روکا۔

روزے سے اخلاقی اور معاشرتی اصلاح

گذشتہ احادیث سے ثابت ہو چکا ہے۔ کہ روزہ دار کے اخلاق کا معیار اعلےٰ ہو جائے گا، ضبط نفس اور تحمل اس میں آ جائے گا۔ اپنے آپ کو شرارت اور فتنے سے بچائے گا۔ دنیا میں اعلیٰ درجے کا امن پسند اور مرنجاں مرنج شریف نظر آئے گا۔ ساتھ ہی اس کی معاشرتی اصلاح بھی ہو جائے گی۔ جب ہرایک مسلمان ان اوصافِ حمیدہ سے مزین ہو گا تو معاشرتی تعلقات میں کبھی بگاڑ پیدا ہی نہیں ہو گا۔ کیونکہ ہر سال ماہ رمضان میں روزہ رکھانے کی غرض ہی یہی ہے کہ سال بھر کے بعد پھر اس نصاب کی یاد تازہ ہو جائے۔

سیاسی فائدہ

دنیا میں ہمیشہ وہی قوم عزت سے زندہ رہ سکتی ہے۔ جس کے پاس حیات قومی کے اعلےٰ اصول ہوں۔ اور وہ ان کی پابندی کے لئے ہر مصیبت کو جھیلے اور ہر مشقت کے سامنے سینہ سپر ہو۔ روزے میں اس بات کی مشق کرائی جاتی ہے کہ بارہ یا چودہ بلکہ بعض اوقات چوبیس گھنٹے بے آب و دانہ رہے۔ خواہ شدید گرمی کا موسم ہی کیوں نہ ہو۔ سحور کو آنکھ نہیں کھلتی۔ مگر روزہ چھوڑ نہیں سکتے۔ دن کے کاروبار کا حرج بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن کاشت کار ملازمت پیشہ اور مزدور غرضیکہ ہر ایک کام والا باوجود سحور نہ کھانے کے اپنے اپنے کام میں مصروف ہے۔ اور پھر اتنا ہی نہیں بلکہ دن کو یہ مشقت اور رات کو بیدار رہنا اور کافی وقت کھڑا ہو کر نماز تراویح ادا کرنا ہے۔

الحاصل

حاصل یہ نکلا کہ ہر مسلمان ایک فوجی سپاہی ہے۔ بسکٹ اور کیک، سوڈا اور لیمونیڈ تو بجائے خود رہے۔ پانی پئے اور کھانا کھائے بغیر اگر ضرورت پیش آئے تو دن اور رات کے چوبیس گھنٹے مسلسل کام کر سکتا ہے۔ اور اس بات کا بھی عادی ہے کہ ان مصیبتوں میں وہ کسی پر احسان نہیں کر رہا بلکہ اُسے محض اللہ تعالےٰ کی رضا مطلوب ہے۔ چنانچہ فتوحات اسلامی میں اس قسم کے واقعات ملتے ہیں۔ کہ مسلسل چوبیس گھنٹے لڑائی جاری رہی دشمنان اسلام کے لشکر یکے بعد دیگرے آتے رہے۔ اور مسلمان اُس وقت تک پیچھے نہیں ہٹے۔ جب تک میدان جیت نہیں لیا۔

پیغام فتح اسلام

جو قوم سطح زمین پر اپنے۔ ساٹھ کروڑ افراد رکھتی ہو۔ اور وہ ان اصولوں کی پابند

ہو جائے جو ارکان اسلام کے اندر انہیں سکھائے گئے ہیں۔ اور پھر فیصلہ کرے یا تختہ یا تختہ وہ قوم کبھی مٹ نہیں سکتی۔ بلکہ دنیا کی قوموں میں سردار ہو کر رہے گی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اس کی پشت پناہی کرے گا۔ ظاہر و باطن اور زمین و آسمان کی تمام خدائی طاقتیں اس کی خدمت کے لئے وقف ہو جائیں گی

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ الآیۃ

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا!
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

روزے کے اخروی فائدے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (متفق علیہ)

ترجمہ!

ابو ہریرہؓ سے روایت کی گئی ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے روزہ رکھا درآنحالیکہ اس کے دل میں ایمان ہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے اجر پانے کے خیال سے رکھا اس کے سارے پہلے گناہ بخشے جائیں گے اور جو شخص رمضان کی راتوں میں عبادت کرے درآنحالیکہ ایمان دار ہو۔ اور ثواب پانے کا ارادہ رکھے اس کے بھی پہلے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جس شخص نے لیلۃ القدر کو قیام کیا درانحالیکہ ایماندار ہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے اجر پانے کا ارادہ رکھتا ہو۔ اس کے بھی پہلے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

حکمت مغفرت

روزے کے باعث سابقہ سارے گناہ معاف ہونے کی حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ گویا روزہ دار زبان حال سے یہ کہہ رہا ہے کہ اے اللہ! میں نے کھانے پینے اور خواہشات نفسانی وغیرہ کے پورا کرنے میں جو تیری مرضی کے خلاف قدم اٹھایا ہے۔ اس سے باز آتا ہوں۔ اور تیری رضا حاصل کرنے کے لئے سب کو چھوڑتا ہوں اور مسلسل روزہ رکھنے سے یہ ثبوت دیتا ہوں کہ تیری رضا کی پابندی مسلسل کروں گا۔ تیری مرضی کے خلاف خواہشات نفسانی کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دوں گا۔ اور رمضان شریف کے علاوہ شوال کے چھ روزے رکھ کر اس امر کا مزید ثبوت دیتا ہے کہ اے اللہ تو نے اپنی شفقت و رحمت سے اعلان کیا ہوا ہے۔ کہ میں ہر نیکی کا دس گنا کم از کم اجر دوں گا۔ لہٰذا رمضان المبارک کے علاوہ چھ روزے شوال کے اس حساب سے کم از کم ۳۶۰ روزوں کا اجر پائیں گے۔ اور سال کے ۳۶۰ دن ہوتے ہیں۔ تو گویا میں تیری رضا حاصل کرنے کے لئے سارا سال ہی روزہ دار رہا۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا وَاعْفُ عَنَّا۔ علیٰ ہذا القیاس رمضان المبارک کی راتوں کے قیام کی بھی یہی غرض ہے۔ کہ اے اللہ میں نے تیرے قرآن حکیم سے جو اعراض کیا ہے۔ اس سے تائب ہو کر تمسک بالقرآن کرنے کا عملی ثبوت دیتا ہوں۔ (گویا نمازی اپنے عمل سے یہ ثابت کر رہا ہے)۔ اور مسلسل قیام کرنے سے عملاً یہ ثابت کر رہا ہے۔ کہ میرا تمسک بالقرآن آئندہ ہمیشہ کے لئے رہے گا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ یُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰی سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ یَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِیْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ وَالصِّیَامُ جُنَّةٌ وَاِذَا كَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ امْرَءٌ صَائِمٌ (متفق علیہ)

ترجمہ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔ کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں سے انسان کے ہر نیک عمل کا کئی گنا زیادہ اجر ملتا ہے۔ ہر نیکی کم از کم دس درجے پاتی ہے اور سات سو درجوں تک بھی اللہ تعالیٰ عمل کا اجر بڑھا کر دیتے ہیں۔ (غرضیکہ ہر عمل کا اخلاص و للہیت اور اس کے منافع اور نتائج کے لحاظ سے اجر ملتا ہے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ سوائے روزے کے کیونکہ وہ میرا ہے۔ اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا (بروایت دیگر میں ہی اس کا بدلہ ہوں) روزہ دار اپنی خواہشات نفسانی اور کھانا میرے لئے چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک روزہ افطار کرتے وقت حاصل ہوتی ہے اور دوسری اپنے رب کی ملاقات کے وقت حاصل ہوگی اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں مشک سے بھی بہتر ہے۔ اور روزہ شیطان کا وار روکنے کے لئے، ڈھال ہے۔ جس دن کسی کو روزہ ہو۔ عورتوں سے میل جول کی باتیں نہ کرے۔ اور بیہودہ شور و غل نہ مچائے۔ اگر اسے کوئی گالی دے۔ یا لڑائی کرے۔ تو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں (لیکن لڑائی نہ کرے۔) انتہیٰ

حکمت اَنَا اَجْزِیْ بِهٖ

ہر عمل صالح کی ایک جزائے خیر ہے۔ اور روزے کی جزا ذات حق ج وعلےٰ خود دیتا ہے دیا بنتا ہے، کیونکہ جب روزہ دار نے ان چیزوں کو رضا الٰہی کے لئے چھوڑ دیا۔ جن پر اس کی زندگی کا دار و مدار تھا۔ تو گویا اس نے زندگی کو خیرباد کہہ کر خدائے قدوس و لاشریک لہٗ کا وصال پسند کیا۔ بارگاہ الٰہی میں ہر عمل کی جزا۔ اس کے مناسب حال ہوا کرتی ہے۔ ایسے متوکل علی اللہ محب خدا کی جزا یہی ہو سکتی ہے کہ خدائے قدوس اسے تشفی دیں کہ جب تو میرا ہے تو میں تیرا ہوں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یُشَفِّعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ

اِنِّیْ مَنَعْتُہُ الطَّعَامَ وَالشَّھَوَاتِ بِالنَّھَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ وَیَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُہُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ فَیُشَفَّعَانِ ——

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ

عبداللہ بن عمرو رضؓ سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ اور قرآن انسان کے لئے (قیامت کے دن) شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا اے میرے رب! میں نے اسے دن کو کھانے اور خواہشات نفسانی سے روکا تھا۔ لہٰذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرمایئے اور قرآن کہے گا۔ میں نے اسے رات کو سونے سے روکا تھا۔ لہٰذا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرمایئے۔ پھر دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔

حقیقتِ شفاعت

جس جہان میں ہم بود و باش رکھتے ہیں اسے عالم ناسوت کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ تین جہان اور بھی ہیں۔ عالم ملکوت، عالم جبروت، عالم لاہوت، عالم ملکوت کو عالم مثال بھی کہتے ہیں۔ عالم مثال میں یہاں کی ہر ایک چیز کا وجود ہے۔ بلکہ وہاں ان چیزوں کا بھی وجود ہے۔ جن کا وجود اس جہان میں نہیں ہے۔ مثلاً انسان کے اعمال یا روزہ قرآن وغیرہ

لہٰذا قیامت کے دن روزہ اپنے اس مثالی وجود میں مجسّم ہوکر بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوگا۔ اور روزہ دار کے حق میں، شفاعت کرے گا۔ انسان نے اپنے وطن میں روزے کی حمایت و ہمدردی کا حق ادا کیا تھا۔ اس کے بدلے میں روزہ اپنے وطن (عالم مثال) میں روزہ دار کی حمایت کرے گا۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلِ الصَّوْمَ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا وَّ وَفِّقْنَا لَنَا بِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَاجْعَلْ اٰخِرَتَنَا خَیْرًا مِّنَ الْاُوْلٰی وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط

اِطلاع

ایک طالب علم مسمی صابر علی جو بھائی پھیرو ضلع لاہور کا رہنے والا ہے۔ مدرسہ رحیمیہ حسینیہ کلورکوٹ ضلع میانوالی سے ایک رسید بک جلد نمبر ۱۱ چوری لے گیا ہے اس نے اگر چندہ وصول کرتا ہوا پکڑا جائے تو پولیس کے حوالہ کر دیا جائے

مولانا سراج الدین کاچھوی (ناظم)

اِطلاع

مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ (رجسٹرڈ) کچہری روڈ ملتان شہر کا نواں سالانہ تبلیغی جلسہ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷ مارچ سنہ ۱۹۶۳ء مطابق ۱۸، ۱۹، ۲۰ شوال بروز جمعہ ہفتہ اتوار کو باغ لانگے خاں میں منعقد ہونا قرار پایا ہے جس میں نماز جمعہ حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی پڑھائیں گے۔

جملہ احباب تواریخ نوٹ فرمالیں

المشتہر:۔ مولانا غلام قادر مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ رجسٹرڈ کچہری روڈ ملتان

ختمِ نبوّت کانفرنس چنیوٹ

(قرارداد)

یہ عظیم الشان اجلاس اعلان کرتا ہے کہ اسلام نے اپنی مملکت میں غیر مسلموں کی جان۔ اور عزت کی ذمہ داری قبول کی اور ان کو اپنی عبادت گاہوں میں اپنے طرز و طریق پر عبادت کی ادائیگی کا حق دیا لیکن کسی غیر مسلم سوسائٹی کو مسلمانوں کے غیر مناسب تذکرے اور عام جلسوں میں اسلام کی تعلیمات کے خلاف اظہار خیال کرنے اور اسلام کی تکذیب کرنے کا حق نہیں دیا۔ یہ اجلاس ایسی حرکتوں کو اسلام کے خلاف بغاوت قرار دیتا ہے۔

نیز یہ اجلاس بعض افسران کے اس رویّہ کو کہ وہ اسلامی مبلغین پر آئے دِن پابندیاں لگا کر غیر مسلموں کو خوش کرتے ہیں اور عوام کے احساسات کو اپنی گورنمنٹ کے خلاف ابھارنے کے ذرائع فراہم کرتے ہیں نہ صرف اسلام کی توہین تصور کرتا ہے۔ بلکہ پاکستان دشمنی بھی تصور کرتا ہے

(ناظم ظہور احمد)

تذکیر القرآن

امیر عبد الرحمٰن لودھیانوی ـــــ شیخوپورہ

فَذَکِّرْ بِالْقُرْاٰنِ پ۲۶ ع ۱۷

ترجمہ! سو تو قرآن سے سمجھا

قرآن سُنا سُنا کر ان کو نصیحت اور فہمائش کرتے رہیئے

وعظ کہنے والا اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کے بعد کیا کہے گا ؟

(۱) لِتُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰی (پ۱۶ ع ۱۰)

ترجمہ! ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ ملے گا۔ (نصیحت کے واسطے یہ ارشاد کافی ہے)

(۲) اختصار کرنے والا ارشاد خداوندی

قُلْ کُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ ط فَرَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ ھُوَ اَھْدٰی سَبِیْلًا ہ (پ۱۵ ع۹)

ترجمہ! ہر شخص اپنی مناسبت کے موافق عمل کرتا ہے۔ اور یہ تمہارے رب ہی کو معلوم ہے کہ سیدھے راہ پر کون ہے

اس کے بعد اور کونسا عنوان اختیار کرے گا۔ ؟

(۳) خبردار کرنے والا ارشاد خداوندی

اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ہ

ترجمہ! بے شک ہم اُس شخص کا اجر ضائع نہیں کرتے جو خلوص سے کام کرے (پ۱۵ ع ۱۶)

اس کے بعد اور کیا وعدہ کرے گا (وعدہ کے لئے یہ ارشاد بس ہے)

۴۔ ڈرانے والا اللہ تعالیٰ کے ارشاد

یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی ہ یَعْلَمُ خَآئِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ (پ۲۴ ع ۷)

ترجمہ! اللہ تعالےٰ خیانت کی آنکھوں کو بھی جانتے ہیں۔ اور دل میں چھپی ہوئی باتوں کو بھی، اور وہ راز کو بھی جانتے ہیں۔ اور اُس سے زیادہ چھپی ہوئی بات کو بھی۔

اس کے بعد اور کیا باریکیاں بیان کرے گا؟

(۵) نیک کاموں کی تاکید کرنے والا اللہ تعالےٰ کے ارشاد۔

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (پ۲۸ ع ۴)

ترجمہ! جو رسول اللہؐ کو دے اس کو لے لو۔ اور جس سے منع کرے اُس سے باز آجاؤ۔"

اس کے بعد اور کیا وضاحت کرے گا ؟ یہ ارشاد نیک کاموں کی تاکید کے لئے کافی ہے)

(۶) بُرے کاموں سے روکنے والا حق تعالےٰ کے ارشاد ـــــ

فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِہٖٓ اَنْ تُصِیْبَھُمْ فِتْنَۃٌ اَوْ یُصِیْبَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ہ پ۱۸ ع ۱۵

ترجمہ! جو لوگ رسول اللہؐ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں۔ ان کو ڈرتے رہنا چاہیئے۔ کہ وہ کسی فتنہ میں یا سخت عذاب میں گرفتار نہ ہو جائیں

اس کے بعد اور کیا اعلان کرے گا ؟ (بُرے کاموں سے روکنے کے لئے یہ ارشاد بہت واضح اور کافی ہے)

(۷) کوئی عقل والا اللہ کے ارشاد ـــــ

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ ہ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ہ پ۳۰ ع ۲۴

ترجمہ! جو شخص ذرہ برابر نیکی کرے گا۔ اُس کے سامنے آجائے گی۔ اور جو ذرہ برابر بدی کرے گا وہ بھی اُس کے آگے آجائے گی۔

یہ ارشاد ایسا جامع ہے کہ تمام اعمال کو شامل ہے۔ اس سے بڑھ کر جامع قانون کون بیان کرسکتا ہے ؟

اب اس کے بعد اور کیا معیار بتلائے گا ؟

(۸) الٓمّٓ ہ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ۛ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ہ (پ۱ ع۱)

ترجمہ!۔ یہ کامل کتاب ہے اس میں ذرا شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لئے ہدایت ہے۔

یہ کتاب اللہ مضبوط حجت اور ہمیشہ رہنے والا معجزہ ہے یہ ہم کو مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کی خبر دیتی ہے (یعنی پچھلے اور اگلے واقعات کو ظاہر کرتی ہے۔ اس نے ہمارے سامنے تمام چھُپے ہوئے بھید کھول دیئے۔ جس نے اُس پر عمل کیا اُس نے نجات پائی اور نفع حاصل کیا۔ جو اُس سے ہٹ گیا وہ پشیمان ہُوا اور خدا تعالیٰ سے الگ ہوگیا اور حدیث رسول اللہؐ کی سنت ہے۔ آپؐ تمام نجات پانے والوں کے سردار ہیں اور مناجات کرنے والوں کے وسیلہ ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے حضورؐ کا ایک معجزہ جو سب سے بڑا معجزہ ہے۔ یعنی قرآن کریم قیامت تک کے لئے محفوظ رکھا۔ جس سے اہل حق کو رسالتِ محمدیہ کی حقانیت واضح طور سے معلوم ہوسکتی ہے۔

قرآن اپنی حقانیت کی دلیل خود ہے۔

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُھَا پ۲۶ ع ۷)

ترجمہ! کیا یہ لوگ قرآن کو سمجھتے نہیں یا اِن کے دلوں پر تالے لگ گئے ہیں ؟۔

قرآن اپنی باتوں کے سمجھانے میں کسی خارجی دلیل کا محتاج نہیں وہ اپنے ہر دعویٰ کے لئے خود ہی ہے، منکروں کو چاہیئے کہ اسلام کی جس بات میں اُن کو شُبہ ہو اس کو بحث ومناظرہ کی بجائے خود قرآن سے حل کریں۔ تعصب کو الگ رکھ کر قرآن کو سمجھ کر پڑھیں پھر اپنے ضمیر کو ٹٹولیں کہ وہ قرآن کی نسبت کیا فیصلہ کرتا ہے۔؟ یقیناً ضمیر اندر سے یہی کہے گا کہ قرآن جو کچھ کہتا ہے بالکل حق ہے جس میں شک وشُبہ کی اصلاً گنجائش نہیں۔

قرآن سمجھنے کا طریقہ اور ادب

بھلا وہ قرآن کو کیا سمجھے گا ؟ جس نے قرآن کی حقیقت ہی نہیں سمجھی، نہ اُس کے نازل ہونے اور نازل کرنے والے کو جانا، نہ اُس کو پہچانا جس پر وہ نازل ہوا ہے۔ اور اُن کا جاننا پہچاننا اسی پر موقوف ہے کہ تعصب سے الگ ہوکر قرآن کا مطالعہ کیا جائے۔ بار بار اس میں غور کیا جائے۔ وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ ہ پ۲۷ ع ۸)

ترجمہ! ہم نے قرآن سمجھنے کو آسان کردیا۔، پھر ہے کوئی سوچنے والا۔

قرآن ایک بحر محیط ہے۔ جس کے کناروں پر ہر قسم کی خوشبوئیں ہیں۔ اور اس کے درمیانی

جزیروں کے اندر قسم قسم کے جواہرات کی کانیں ہیں۔ قرآن کا ایک ظاہر ہے۔ اور ایک باطن، ایک حد ہے اور ایک، دروازہ انہیں چار بنیادوں پر قرآن کا سمجھنا موقوف ہے۔ ظاہر تو ہی عبارت ہے۔ جو نازل کی گئی نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْاَمِيْنُ ٥ پ ۱۹ ع ۱۵) جس کو امانتدار فرشتہ روح القدس یعنی جبرئیل لے کر محمدؐ پر اترا۔ اور باطن وہ ہے جس کو تفسیر کہا جاتا ہے جیسا کہ رسول اللہؐ کا ارشاد حضرت عبداللہ بن عباس کے متعلق ہے

اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَعَلِّمْهُ التَّاْوِيْلَ

(ترجمہ)

اے اللہ ابن عباسؓ کو دین کی سمجھ دے اور اس کو تفسیر قرآن کا علم دے۔ اور حد درجہ (جہاں توقف کرنا ضروری ہے) یہی وہ موقعہ ہے جو تشبیہ اور تعطیل کو الگ الگ کر دیتا ہے۔ کیونکہ یہاں پہنچ کر انسان نہ تو خدا کو مخلوق کے مشابہ سمجھتا ہے۔ نہ صفات سے خالی اور معطل سمجھتا ہے۔ اور دروازہ وہ ہے جس سے اہل کشف الہام غیبی اور روحانی روشنی کے ذریعہ مرادِ قرآنی کی حقیقت کو دور سے جھانک کر دیکھ لیتے ہیں۔

مرادِ قرآن کی حقیقت پر صرف وہی شخص مطلع ہو سکتا جس کو کشف اور مشاہدہ سے حصہ ملا ہو جس کا دل تمام روگوں سے صحیح سالم ہو اور سچا مسلمان ہو کر اللہ کے آگے جھک گیا ہو

قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ ٥ پ۱ ع ۱۶

ترجمہ! جس نے یہ کہہ دیا ہو۔ کہ میں اپنے آپ کو اللہ کے حوالہ کیا جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے ۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ٥ پ۲۶ ع ۱۷

ترجمہ! بے شک قرآن میں اس شخص کے لئے نصیحت ہے۔ جس کے پاس اچھا دل ہو۔ یا توجہ کے ساتھ قرآن کی طرف کان جھکا دے

پس قرآن سمجھنے کا پہلا درجہ یہ ہے کہ قرآن کی عبارت کو سمجھے۔ زبان عربی کے قواعد نحو و بلاغت سے واقف ہو

دوسرا درجہ یہ ہے کہ تفسیر قرآن سے واقف ہو۔ پھر عبارت قرآن کو اسی طرح جاننا ضروری ہے۔ جس طرح قرآن نازل ہوا ہے۔ جس میں اصلاً تغییر و تبدل نہ کیا جائے۔ کیونکہ تفسیر کی بنیاد عبارتِ قرآن ہی ہے تفسیر عبارت ہی پر مبنی ہے، عبارت کی موافقت سے باہر نہیں ہو سکتی تاکہ قرآن کا مطلب بیکار نہ ہو جائے اور اس راستہ سے نہ ہٹ جائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث میں منقول ہے۔ اور یہ جب ہی سکتا ہے۔ کہ تفسیر عبارت قرآن کے موافق ہو۔ اور عبارت اپنی اصلی حالت پر ہو۔ ورنہ اگر عبارت کو بدل دیا گیا۔ تو مطلب کچھ کا کچھ ہو جائے گا۔ اور شخص جو چاہے گا اپنی رائے سے مطلب بنا لے گا۔

تیسرا درجہ درمیانی ہے۔ یعنی اس حد کو معلوم کرنا جو قرآن کی ظاہری عبارت اور باطنی تفسیر کو جامع بھی اور مانع بھی۔

چوتھا درجہ یہ ہے کہ قرآن کو اس روشن نور کے ذریعہ سے مطالعہ کرے۔ جو متقیوں کے سوا کسی کے پاس نہیں پایا جاتا۔ اس نور کے ذریعہ سے قرآن کو سمجھنا حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے سمجھنا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ ـــ

پ۲۷ ع ۲۰)

ترجمہ! اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی رحمت کا دوہرا حصہ دے گا۔ اور تمہارے اندر ایسا نور پیدا کر دے گا۔ جس کو تم لئے پھرو گے +

یہ قرآن روشن آیتوں کا مجموعہ ہے۔ ان لوگوں کے دلوں میں جن کو علم دیا گیا ہے۔

وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ

پ۲۷ ع ۲)

ترجمہ! اور سمجھاتا رہ، کہ سمجھانا ایمان والوں کو کام آتا ہے

بہرحال آپ سمجھاتے رہیئے۔ کیونکہ سمجھانے ہی سے مطلوب شرعی حاصل ہو سکتا ہے۔

فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى (پ۳۰ ع ۱۲)

ترجمہ! سو تو سمجھائے جا اگر فائدہ کرے سمجھانا اللہ نے جب آپؐ پر ایسے انعام فرمائے تو آپ دوسروں کو فیض پہنچایئے اور اپنے کمال سے دوسروں کی تکمیل کیجئے۔

منصب آنحضرتؐ کا وعظ و تذکیر ہر شخص کے لئے نہیں ہاں تبلیغ اور انذار یعنی حکم الٰہی کا پہنچانا اور اللہ کے عذاب سے ڈرانا، تاکہ بندوں پر حجت قائم ہو اور عذر جہل و نادانی کا نہ رہے اتنا بہ اعتبار ہر شخص کے ضرور ہے اس کو عرف میں تذکیر و وعظ نہیں کہتے دعوت و تبلیغ کہتے ہیں۔

اگر کسی کو تذکیر نفع دے تو تجھ کو تذکیر کرنی چاہیئے اور یقینی بات ہے کہ تذکیر عالم میں کسی نہ کسی کو ضرور نفع دے گی گو ہر کسی کو نہ دے۔

اخلاص، ہمدردی اور شفقت و حسن اخلاق سے جو نصیحت کی جاتی ہے۔ اس سے بسا اوقات پتھر کے دل بھی موم ہو جاتے ہیں۔ مردوں میں جانیں پڑ جاتی ہیں۔ ایک مایوس و پژمردہ قوم جھرجھری لے کر کھڑی ہو جاتی ہے۔ لوگ ترغیب و ترہیب کے مضامین سن کر منزل مقصود کی طرف بے تابانہ دوڑنے لگتے ہیں۔ اور بالخصوص جو زیادہ عالی دماغ اور ذکی و فہیم نہیں ہوتے۔ مگر طلب حق کی چنگاری سینہ میں رکھتے ہیں۔ ان میں مؤثر وعظ و پند سے عمل کی ایسی سٹیم بھری جا سکتی ہے۔ جو بڑی اونچی عالمانہ تحقیقات کے ذریعہ ممکن نہیں ـــ

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ٥ (پ۲۷ ع۸)

ترجمہ! اور ہم نے قرآن سمجھنے کو آسان کر دیا۔ پھر ہے کوئی سوچنے والا؟

(تفسیر) قرآن سے نصیحت حاصل کرنا بالکل آسان ہے۔ کہ جو مضامین ترغیب و ترہیب اور انذار و تبشیر (ڈرانا اور خوشخبری دینا)، سے متعلق ہیں وہ بالکل صاف سہل اور مؤثر ہیں، پر کوئی سوچنے اور سمجھنے کا ارادہ کرے۔

آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ قرآن ایک سطحی کتاب ہے۔ جس کے اندر کوئی دقائق و غوامض نہیں اس علیم و خبیر کے کلام کی نسبت ایسا گمان کیونکر کیا جا سکتا ہے؟ کیا یہ فرض کر لیا جائے کہ جب اللہ بندوں سے کلام کرتا ہے۔ تو معاذ اللہ اپنے غیر متناہی علوم سے کورا ہو جاتا ہے۔ یقیناً اس کے کلام میں وہ گہری حقائق اور باریکیاں ہوں گی جن کا کسی دوسرے کلام میں تلاش کرنا بیکار ہے۔ اسی لئے حدیث میں آیا ہے

لَا تَنْقَضِيْ عَجَائِبُهٗ

قرآن کے عجائبات و اسرار کبھی ختم ہونے والے نہیں ـــ (باقی)

حضرت یحییٰ علیہ السلام

(حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ)

شب معراج اور یحییٰ علیہ السلام

بخاریؒ نے یحییٰ (علیہ السلام) کے ذکر میں صرف اسراء کی حدیث کے اس ٹکڑے کو بیان کیا ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرے آسمان پر اُن کے ساتھ ملاقات کرنا مذکور ہے۔ روایت میں ہے۔

فلما خلصت فاذا یحییٰ و عیسیٰ و هما ابنا خالة قال هذا یحییٰ و عیسیٰ فسلم علیهما فسلمت فردا ثم قالا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح

پس جب میں دوسرے آسمان پر پہنچا تو دیکھا کہ یحییٰؑ اور عیسیٰؑ موجود ہیں۔ اور یہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں۔ جبریلؑ نے کہا۔ کہ یہ یحییٰؑ اور عیسیٰؑ ہیں ان کو سلام کیجئے، میں نے اُن کو سلام کیا۔ تو اُن دونوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر دونوں نے کہا۔ "آپ کا آنا مبارک ہو اے ہمارے نیک بھائی اور نیک پیغمبر!"

زکریا (علیہ السلام) کے واقعات میں یہ ثابت کیا جا چکا ہے۔ کہ یحییٰ (علیہ السلام) کی والدہ الیشاع (الیشع) اور مریم (علیہا السلام) کی والدہ حنہ دونوں حقیقی بہنیں تھیں۔ اس لئے حدیث معراج میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا۔ کہ یحییٰؑ اور عیسیٰؑ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں مجاز متعارف کے اصول پر ہے یعنی رشتوں میں اس قسم کا مجاز مشہور اور رائج ہے کہ والدہ کی خالہ کو اولاد بھی خالہ کہا کرتی ہے۔

یحییٰ علیہ السلام اور اہل کتاب

اس سے قبل لوقا کی انجیل سے ہم یحییٰ (علیہ السلام) کے متعلق بعض حوالجات نقل کر چکے ہیں۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ یہود تو اپنی سرشت کے مطابق یحییٰ علیہ السلام کے منکر ہیں۔ مگر نصاریٰ اُن کو "یسوع مسیح کا منادی"، تسلیم کرتے ہیں۔ اور ان کی والد زکریا علیہ السلام کو صرف "کاہن"، مانتے ہیں۔ اور اہل کتاب ان کا نام "یوحنا" بیان کرتے ہیں ہو سکتا ہے۔ کہ عبری میں یوحنا کے وہی معنی ہوں۔ جو یحییٰ کے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ عبری کے یوحنا نے ہی عربی میں یحییٰؑ کا تلفظ اختیار کر لیا ہو۔

انجیل لوقا میں بھی قرآن عزیز کے ارشاد کے مطابق یہ تصریح ہے کہ یہ نام اُن کے خاندان میں کسی شخص کا اُن سے پہلے نہیں تھا۔ اس لئے خاندان والوں نے جب یہ نام سُنا تو تعجب کا اظہار کیا۔

اور آٹھویں دن ایسا ہوا کہ وہ لڑکے کا ختنہ کرنے آئے۔ اور اُس کا نام اس کے باپ کے نام پر زکریاہ رکھنے لگے۔ مگر اس کی ماں نے کہا۔ نہیں۔ بلکہ اس کا نام یوحنا رکھا جائے۔ انہوں نے اس سے کہا۔ کہ تیرے کنبے میں کسی کا یہ نام نہیں۔ اور انہوں نے اس کے باپ کو اشارہ کیا۔ تو اس کا نام کیا رکھنا، چاہتا ہے؟ اس نے تختی منگا کر کے یہ لکھا۔ کہ اس کا نام یوحنا ہے۔ اور سب نے تعجب کیا۔ اسی دم اس کا منہ اور زبان کھل گئی۔ اور وہ بولنے اور خدا کی حمد کرنے لگا۔[1]

اور اُن کی عام رہائش اور زندگی کے متعلق متی کی انجیل میں ہے

یوحنا اُونٹ کے بالوں کی پوشاک پہنے اور چمڑے کا پٹکا اپنی کمر سے باندھے رہتا تھا۔ اور اس کی خوراک ٹڈیاں اور جنگلی شہد تھا۔

اور یوحنا کی انجیل میں اُن کی دعوت و تبلیغ کے متعلق یہ لکھا ہے

اور یوحنا کی گواہی یہ ہے۔ کہ جب یہودیوں نے یروشلم سے "کاہن" اور "لاوی" یہ پوچھنے کو بھیجے کہ تو کون ہے؟ تو اُس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا۔ بلکہ اقرار کیا کہ میں تو مسیح نہیں ہوں۔ انہوں نے اس سے پوچھا۔ پھر کون ہے؟ کیا تو ایلیا ہے! اُس نے کہا میں نہیں ہوں۔ کیا تو وہ نبی ہے؟ (یعنی نبی منتظر محمد صلے اللہ علیہ وسلم) اس نے جواب دیا۔ کہ نہیں۔ پس انہوں نے اس سے کہا، پھر تو ہے کون؟ تاکہ ہم اپنے بھیجنے والوں کو جواب دیں کہ تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے؟ اُس نے کہا میں جیسا یسعیاہ نبی نے کہا ہے۔ بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز ہوں۔ کہ تم خداوند کی راہ سیدھی کرو۔[2]

اور لوقا کی انجیل میں اس طرح مذکور ہے

اُس وقت خدا کا کلام بیاباں میں زکریاہ کے بیٹے یوحنا پر اُترا۔ اور وہ یردن کے سارے گردو نواح میں جا کر گناہوں کی معافی کے لئے توبہ کے بپتسمہ کی منادی کرنے لگا۔"

جیسا یسعیاہ نبی کے کلام کی کتاب میں لکھا ہے۔ کہ۔

بیابان میں پکارنے والے کی آواز آتی ہے۔ کہ خداوند کی راہ تیار کرو اس کے راستے سیدھے بناؤ۔[3]

اور اسی انجیل میں اُن کی گرفتاری کے متعلق یہ الفاظ مذکور ہیں۔

پس وہ (یوحنا) اور بہت سی نصیحتیں دے دے کر لوگوں کو خوشخبری سناتا رہا۔ " لیکن چوتھائی ملک کے حاکم ہیرودیس نے اپنے بھائی فلپس کی بیوی ہیرودیاس کے سبب اور ان ساری برائیوں کے باعث جو ہیرودیس نے کی تھیں۔ یوحنا سے ملامت اُٹھا کر اُن سب سے بڑھ کر یہ بھی کیا۔ کہ اُس کو قید میں ڈالا ۔۔۔

اور آگے چل کر اسی انجیل میں اُن کی

تاریخ الانبیا

۱؎ لوقا باب ۱ آیات ۵۹، ۶۵

۲؎ باب آیات ۱۹ - ۲۳ ۳؎ لوقا باب ۳ آیات ۲ - ۵

شہادت کے متعلق یہ ذکر ہے۔

اور چوتھائی ملک کا حاکم ہیرودیس سب احوال سُن کر گھبرا گیا۔ اس لئے کہ بعض کہتے تھے کہ یوحنا مردوں میں سے جی اُٹھا ہے۔ اور بعض یہ کہ ایلیاہ ظاہر ہے۔ اور بعض یہ کہ قدیم نبیوں سے کوئی جی اُٹھا ہے۔ مگر ہیرودیس نے کہا کہ یوحنا کا تو میں نے سر کٹوا دیا اب یہ (مسیح) کون ہے جس کی بابت ایسی باتیں سنتا ہوں؟ [۵]

بصائر

حضرت زکریا اور یحییٰ (علیہما السلام) کے واقعات و حالات سے اگرچہ حقیقت بین نگاہیں۔ خود ہی نتائج و بصائر اخذ کر سکتی ہیں۔ تاہم یہ چند باتیں خصوصیت کے ساتھ قابل توجہ ہیں۔

۱۔ دنیا میں اس شخص سے زیادہ شقی اور بدبخت دوسرا کوئی نہیں ہو سکتا جو ایسی مقدس ہستی کو قتل کر دے۔ جو نہ اُس کو ستاتی ہے۔ نہ اُس کے مال و دولت پر ہاتھ ڈالتی ہے۔ بلکہ اس کے برعکس بغیر کسی اُجرت و عوض اس کی زندگی اصلاح کے لئے ہر قسم کی خدمت انجام دیتی اور اخلاق، اعمال اور عقائد کی ایسی تعلیم بخشتی ہے۔ جو اُس شخص کی دنیا اور آخرت دونوں کی فلاح و سعادت کی کفیل ہو۔

چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بناء پر حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح کے اس سوال پر کہ قیامت میں سب سے زیادہ مستحق عذاب کون شخص ہوگا۔ یہ ارشاد فرمایا۔

قال: رجل قتل نبیا او من امر بالمعروف و نھی عن المنکر (الحدیث)

وہ شخص جو نبی کو یا ایسے شخص کو قتل کرے۔ جو اُس کو بھلائی کا حکم کرتا اور بُرائی سے باز رکھتا ہے۔

اقوام عالم میں "یہود" کو اس شقاوت میں ید طولیٰ حاصل رہا ہے اور انہوں نے اپنے پیغمبروں اور نبیوں کے ساتھ جس قسم کے توہین آمیز سلوک حتیٰ کہ قتل تک کو روا رکھا اُس کی نظیر دنیا کی دوسری قوموں میں مفقود ہے۔

۲۔ بنی اسرائیل چونکہ مختلف اسباط (قبائل) میں تقسیم تھے۔ اور اس وجہ سے اُن کی آبادیاں چھوٹی چھوٹی حکومتوں کے مراکز جُدا جُدا تھے۔ اس لئے ان کے درمیان ایک ہی وقت میں متعدد نبی اور پیغمبر مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ مگر "توراۃ" ان سب کی تعلیم کے لئے اساس اور بنیاد رہی ہے۔ اور موسیٰ (علیہ السلام) کے حق میں ان انبیاء علیہم السلام کی حیثیت اُس درجہ کی تھی جو اُس امت میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحیح اور حقیقی جانشین "علماء حق" کو حاصل ہے اور اگرچہ حدیث "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" الفاظ کے لحاظ سے محل نظر ہو۔ لیکن مراد اور مفہوم کے اعتبار سے قطعاً صحیح اور درست ہے۔ اس لئے کہ خاتم الانبیاء کے بعد اب جبکہ سلسلہ نبوت اپنے عروج کمال پر پہنچ کر ختم ہوگیا، تو امت مرحومہ کی تاقیام قیامت اصلاح و رشاد کے لئے "علماء حق" کے سوا دوسری کوئی جماعت نہیں ہو سکتی۔ اور منصب نبوت کے خصوصی شرف کے علاوہ اُن کی حیثیت بلاشبہ وہی ہے جو موسیٰ (علیہ السلام) کی تعلیم کے نشر و ابلاغ کے لئے انبیاء بنی اسرائیل کی تھی۔

ہم نے عالم کے ساتھ "حق" کی شرط لگائی ہے۔ اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "علماء سوء" کو "شرار الخلق بدترین مخلوق" فرمایا ہے۔ لیکن یہ واضح رہے کہ جس طرح علماء سوء کی پیروی امت کی گمراہی کا باعث ہوتی ہے۔ اس سے زیادہ دین کی بربادی کا سامان اس طرح مہیا ہوتا ہے۔ کہ "علماء سوء" کی آڑ لے کر علماء حق کے خلاف امت میں بدگمانی پھیلائی جائے۔ اور اُن کو استہزاء و تمسخر کر کے "دین قیم" کو تباہ کرنے کی سعی نامشکور کی جائے اور "حق" اور "سوء" کے امتیاز کے لئے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو حکم بنانے کی جگہ اپنی آراء اور خواہشات کی موافقت و مخالفت کو "معیار" قرار دے لیا جائے۔

نیز مخصوص اشخاص و افراد کی مخالفت کے جذبہ میں عام طریقہ پر "علماء دین" کو ہدف ملامت بنانا۔ اور اُن کی توہین و تذلیل کرنا دراصل "دین حق" کی تعلیم کے خلاف "علم بغاوت" بلند کرنا ہے۔ اور اُس آیت اور حدیث کا مصداق بنتا ہے۔ جو گذشتہ صفحات میں یہود کے سلسلہ میں بیان ہو چکی ہیں

انسان کو خدا کے فضل و کرم سے کبھی ناامید نہیں ہونا چاہئیے۔ اور اگر بعض حالات میں خلوص کے ساتھ دعائیں کرنے کے باوجود بھی مقصد حاصل نہ ہو تو اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ اُس شخص سے خدا کی نگاہ مہر نے رُخ پھیر لیا ہے نہیں بلکہ "حکیم مطلق" کی حکمت عام اور مصلحت تام کی نظر میں کبھی انسان کی طلب کردہ شئے مآل اور انجام کے لحاظ سے اُس کے لئے مفید ہونے کی جگہ مضر ہوتی ہے۔ جس کا خود اُس کو اس لئے علم نہیں ہوتا کہ اُس کا علم محدود ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ مطلوب مصالح شخصیہ سے بالاتر مصالح اجتماعیہ کی فلاح و نجاح کی خاطر "تاخیر" چاہتا ہے۔ یا اُس سے بہتر مقصد کے لئے اُس کو قربان کر دیا جاتا ہے۔

بہرحال "قنوط" اور "مایوسی" درگاہ رب العزت میں غیر محمود اور ناپسندیدہ بات ہے۔

لَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ۝

(یوسف)

خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو اس لئے کہ خدا کی رحمت سے صرف وہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو منکر ہیں۔

؎ باب ۳ آیات ۱۸-۱۹ ؎ باب ۹ آیات ۷-۹

؎ تفسیر ابن کثیر عن ابی حاتم جلد ا ص ۳۵۵ ؎ باب ۹ آیات ۹۷

علم ——— اور ——— عمل

(حافظ ابن عبد البر رح)

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مبارک ہے وہ بندہ جو بغیر کسی نقص کے خاکساری برتتا ہے... بغیر کسی مجبوری کے عاجزی سے رہتا ہے۔ بغیر کسی گناہ کے اپنا مال خرچ کرتا ہے، اہل علم وحکمت کی صحبت اختیار کرتا ہے۔ غریبوں اور مسکینوں پر ترس کھاتا ہے۔ مبارک ہے وہ بندہ جس کی کمائی پاک ہے۔ دل اچھا ہے۔ ظاہر شریفانہ ہے۔ اور مخلوق کے شر کو دور کرتا ہے مبارک ہے وہ بندہ، جو اپنے علم پر عمل کرتا ہے۔ ضرورت سے زائد مال راہ خدا میں خرچ کرتا ہے۔ اور فضول گوئی سے باز رہتا ہے!"

حضرت ابوالدرداءؓ کا قول ہے "جو نہ جانتا ہے۔ نہ عمل کرتا ہے۔ اس کے لئے ایک ہلاکت ہے۔ مگر جو جانتا ہے۔ اور عمل نہیں کرتا۔ اس کے لئے سات ہلاکتیں ہیں۔

حکماء کا قول ہے۔ عقل نہ ہوتی تو علم بھی نہ ہوتا۔ علم نہ ہوتا۔ تو عمل بھی نہ ہوتا جہل کی راہ سے حق کا چھوڑ دینا اس سے کہیں بہتر ہے۔ کہ جان بوجھ کر حق سے منہ موڑ لیا جائے۔ نور علم جس سے مستور ہوگیا۔ جہل اس کا عذاب ہے، لیکن اس سے بھی بڑا عذاب اُس شخص پر ہے، جس کے سامنے علم خود چل کر آیا۔ اور اس نے اس سے منہ پھیر لیا۔ یا اس شخص پر ہے، جسے خدا نے دولت علم سے مالا مال کیا اور اُس نے عمل کرکے، فائدہ نہ اٹھایا۔ حکمت پکارتی پھرتی ہے ابن آدم! میں در ثمین ہوں۔ اگر تجھے میری تلاش ہے، تو سن لے میں تجھ سے، بہت دور نہیں ہوں۔ تو مجھے ان دو بولوں میں مستور پائے گا جتنی نیکی جانتا ہے، اس پر عمل کر، اور جتنی بدی جانتا ہے، اس سے دور رہ!

حضرت عیسیٰؑ نے حواریوں سے فرمایا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ حکمت کا بولنے والا اور حکمت کا سننے والا، دونوں اس میں شریک ہیں، مگر حکمت کا زیادہ حق دار وہ ہے، جو اس پر عمل کرتا ہے۔ اے بنی اسرائیل! اندھے کو سورج سے کیا فائدہ، جب کہ اُس سے فائدہ نہیں اٹھاتا؟"

ابراہیم بن ادہم سے سوال کیا گیا، قرآن میں خدا فرماتا ہے اُدْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ مگر کیا سبب ہے کہ ہم دعا کرتے ہیں اور قبول نہیں ہوتی؟ جواب دیا" پانچ سبب سے تمہاری دعا قبول نہیں ہوتی تم نے خدا کو پہچانا تو۔ مگر اس کا حق ادا نہ کیا۔ قرآن پڑھا تو مگر اُس پر عمل نہ کیا۔ محبت رسول کا دعویٰ کیا، تو مگر سنت رسول کی پیروی نہ کی، ابلیس پر لعنت کی تو اگر اس کی فرماں برداری بھی کرتے رہے۔ پانچواں سبب یہ ہے۔ کہ اپنے عیبوں سے آنکھیں بند کرکے دوسروں کے عیب ڈھونڈنے لگے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے۔ کہ ایک شخص، پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا "یارسول اللہؐ اس لئے حاضر ہوا ہوں۔ کہ آپ مجھے علم کی باریکیاں بتا دیں۔ ارشاد ہوا۔ تو پروردگار کی معرفت حاصل کر چکا ہے؟" عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا پروردگار کے حقوق کہاں تک ادا کئے ہیں؟" عرض کیا، جہاں تک خدا کو منظور تھا۔ فرمایا اور موت کو بھی جان چکا ہے؟ عرض کیا جی ہاں، جان چکا ہوں۔ فرمایا اس کے لئے تیاری بھی کر لی ہے؟" عرض کیا، جی ہاں جتنی خدا کو منظور تھی۔ فرمایا" جا پہلے جڑ پختہ کر، پھر آنا، ہم تجھے دقیق علم سے آشنا کر دیں گے۔"

حسن بصریؒ کہا کرتے تھے۔ اس علم کی خدمت کے لئے خدا ایسے لوگوں کو بھی کھڑا کر دے گا جو توجہ اللہ حاصل نہیں کریں گے، لیکن خدا انہیں اس لئے کھڑا کریگا۔ کہ یہ علم مٹ نہ جائے اور اس کی حجت قائم رہے"۔

حضرت فاروقؓ نے کعبؓ سے پوچھا وہ کیا چیز ہے، جو حفظ و فہم کے بعد بھی علم کو سینوں سے نکال لے جاتی ہے؟ کعبؓ نے جواب دیا" وہ لالچ ہے اور اور مخلوق کے سامنے دستِ سوال کی درازی......"

حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا" علم حاصل کرو۔ اس پر عمل کرو، اور اُسے اپنا زیور نہ بناؤ۔ زندہ رہے تو جلد ایسے لوگوں کو دیکھ لو گے، جو خود کو علم سے اسی طرح آراستہ کریں گے، جس طرح لباس سے آراستہ ہوتے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن غنمؒ کہتے ہیں۔ مجھ سے دس صحابیوںؓ نے روایت کیا ہے۔ کہ ہم مسجد قبا میں بیٹھے علمی مذاکرہ کر رہے تھے — کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہمیں دیکھ کر فرمایا۔ جتنا چاہو علم حاصل کرو۔ مگر خدا ثواب اسی وقت بخشے گا۔ جب اپنے علم پر عمل کرو۔"

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے۔ باتیں بنانا سب جانتے ہیں، لیکن اچھا وہی ہے جس کا قول وفعل یکساں ہے بڑھ بڑھ کے باتیں بنانا، اور عمل کچھ بھی نہ کرنا، خود اپنا منہ چڑانا ہے"

حسن بصریؒ کہا کرتے تھے لوگوں کو اُن کے افعال سے پرکھو نہ کہ اقوال سے خدا نے کوئی ایسا قول نہیں چھوڑا جس کی تصدیق یا تکذیب کے لئے کوئی نہ کوئی عمل نہ ہو۔ کسی کی میٹھی میٹھی باتوں سے دھوکہ نہ کھاؤ۔ بلکہ یہ دیکھو فعل کیسا ہے"

قاسمؒ بن محمد نے کہا۔ میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے۔ جنہیں قول پسند نہ تھا۔ صرف عمل سے خوش ہوتے تھے۔

مامون رشیدؒ کا مقولہ ہے" ہمیں زبانی وعظ سے زیادہ عملی وعظ کی ضرورت ہے

حضرت علیؓ نے فرمایا" اے اہل علم اپنے علم پر عمل کرو، کیونکہ عالم وہی ہے۔ جو علم حاصل کرکے عمل کرتا ہے، اور جس کے علم وعمل میں اختلاف نہیں ہوتا۔ جلد ایسے لوگ پیدا ہونگے۔ جو علم تو رکھیں گے۔ مگر علم ان کے حلق کے نیچے نہ اترے گا۔ ان کا باطن ان کے ظاہر سے مختلف ہوگا ان کا علم ان کے عمل کے خلاف رہے گا۔ مجلسیں جما کر بیٹھیں گے۔ آپس میں فخر و مباہات کریں گے اور لوگوں سے صرف اس لئے ناراض ہو جایا کریں گے۔ کہ اُن کی مجلس چھوڑ کر دوسرے کی مجلس میں کیوں جا بیٹھے۔ ایسے

عالموں کے عمل خدا تک نہیں پہنچیں گے

حضرت ابو الدرداءؓ کا قول ہے۔ آدمی عالم ہی نہیں ہو سکتا۔ جب تک عالم نہ ہو اور علم اُسے زیب نہیں دے سکتا، جب تک وہ عمل نہ کرے۔"

مالک بن دینارؒ کا قول ہے آدمی کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی عذاب نہیں کہ دل سخت ہو جائے۔

اور کہا "بے عمل عالم کی نصیحت، دلوں پر وہی اثر کرتی ہے، جو بارش سنگلاخ چٹان پر۔"

سوارؒ کا مقولہ ہے" جو بات دل سے نکلتی ہے، دل میں اُتر جاتی ہے، اور جو بات محض زبان سے کہی جاتی ہے، کانوں میں رہ جاتی ہے"

سلمانؓ کا قول ہے قریب ہے کہ علم عام ہو جائے اور عمل غائب ہو جائے۔ لوگ زبانوں سے ملیں گے۔ اور دلوں سے دور رہیں گے۔ جب یہ حالت ہو جائے گی، تو خدا بھی لوگوں کے کانوں، آنکھوں، دلوں پر مہر لگا دے گا۔"

کسی حکیم نے کہا ہے اگر میری زندگی احمقانہ اور موت جاہلانہ ہوئی۔ تو حکمت کا یہ بھرپور خزانہ کس کام کا؟"

حسن بصریؒ کہا کرتے تھے، ابن آدم یہ تیری تمام حکمت و دانائی کس کام کی جب کہ تیرا عمل احمقانہ ہے!"

انہی حسنؒ کا مقولہ ہے" جو علم میں سب سے آگے نکل گیا ہے۔ اُسے عمل میں بھی سب سے آگے ہونا چاہیئے"

سفیان ثوریؒ کہتے ہیں "علم" عمل کو پکارتا رہتا ہے۔ جواب نہیں پاتا تو رخصت ہو جاتا ہے"

حضرت عیسٰے علیہ السلام نے حواریوں سے فرمایا "میں تمہیں حکمت کی تعلیم اس لئے نہیں کہ بیٹھ کر اس پر تعجب کرو، بلکہ اس لئے دیتا ہوں کہ عمل کرو"

حضرت زین العابدینؒ نے فرمایا کہ حضرت حسین علیہ السلام کی مہر پر کندہ تھا" جان چکا عمل کر"

حسن بصریؒ کہتے تھے۔ قیامت میں سب سے زیادہ حسرت دو شخصوں کو ہو گی۔ ایسے جو اپنا مال دوسرے کی میزان میں دیکھے گا جس سے وہ سعادت پائے گا اور یہ شقاوت اور دوسرا وہ جو اپنا علم دوسرے کی ترازو میں دیکھے گا، جس سے اُسے سعادت ملے گی اور اسے شقاوت"

فرمانِ مصطفٰے، صلے اللہ علیہ وسلم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ فرمان مصطفٰے نامی کا پچاس سال سے ایک اشتہار

(۱) چھپ رہا ہے ان دنوں ملتان میں پھر شائع ہوا ہے اور خوب اشاعت ہو رہی ہے اس میں شیخ احمد نام کا خادم روضۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ سے اپنی خواب مسلمانوں کو سُناتا ہے اور خاص اس اشتہار مشتہرہ ملتان میں یہ عبارت قابل غور ہے۔

(۱) اے شیخ احمد میں خدائے عزّ وجل سے بہت شرمندہ ہوں۔

(۲) اس وجہ سے میں خداوند کریم اور فرشتوں کو منہ نہیں دکھا سکتا

(۳) اے شیخ احمد میری امت کو کہہ دے کہ تمہاری بدولت خدا وند کریم سے بہت شرمندہ ہوں۔

(۴) میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، پھر اپنے خدا سے معافی چاہتا ہوں اے شیخ احمد تو بھی یہ وصیت نامہ لوگوں تک پہنچا دے تاکہ میں اپنے فرض سے سبکدوش ہو سکوں

کیا ان الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کلام نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے اور یہ شرعی حیثیت سے بھی حجت ہے

(۲) اگر کوئی اس وصیت نامہ کو، لکھنے سے انکار کرے تو روز قیامت اس کا منہ کالا ہو گا۔ کیا یہ حکم صحیح ہے۔

(۳) شریعت میں کیا غیر معروف آدمی کا خواب بھی حجت ہے ۔ بیّنوا و توجروا ۱۵ فروری ۱۹۵۷ء

(الجواب وھو الموفق للصواب)

یہ اشتہار پچاس سال سے مختلف دیار و امصار میں چھپ رہا ہے بارہا اس کا رد کیا جا چکا ہے کہ یہ اشتہار لغو اور بے ثبوت ہے شیخ احمد نامی روضۂ اقدس کا کوئی خادم نہیں۔ یہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم پر افترا و بہتان ہے اور مضمون بھی نہایت رکیک و واقع کے خلاف ہے۔ یہ افترا آریوں یا عیسائیوں نے کیا ہے ان کا مقصد اس سے مسلمانوں کو بدظن کرنا ہے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شفاعت اور آنحضرت کی وجاہت کو گھٹانا ہے اور ملک میں اکثر بیوقوف اور نادان موجود ہیں۔ وہ اس فریب میں آ کر کہ اگر ہم اس کو شائع نہ کریں گے تو کسی سخت مصیبت میں مبتلا ہو جائیں گے ہزاروں کی تعداد میں چھاپ کر بانٹتے ہیں۔ اور جب آدمی پڑھیں گے تو ان میں ضرور چند بے وقوف ایسے نکل آئیں گے کہ وہ پھر چھاپ دیتے ہیں۔ اس لئے یہ سلسلہ منقطع ہوتا نظر نہیں آتا۔ پچاس سال سے یہی دیکھا جا رہا ہے۔ لہٰذا اس اشتہار کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ہر وقت اپنے مولانا سے ڈرنا چاہیئے اور اعمال صالحہ میں کوشش کرنا چاہیئے اور بُرے کاموں سے بچنا چاہیئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا امیدوار رہنا چاہیئے فقط واللہ تعالےٰ اعلم

فقیر قادری ابو البرکات سید احمد غفرلہٗ ناظم و مفتی دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور

یہ سب باتیں بالکل غلط جھوٹ اور بکواس ہیں۔ ہرگز ہرگز یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا کلام نہیں ہے اس کو شائع کرنا سخت گناہ ہے بلکہ ترک اشاعت واجب و ضروری ہے فقط واللہ اعلم۔ بندہ اصغر علی غفرلہٗ نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۲۷ شعبان ۱۳۷۶ھ

مدرسہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح بندہ عبداللہ غفرلہٗ ۲۳/۸/۷۶ھ

ناظم ادارہ عالیہ اسلامیہ حسین آگاہی ملتان شہر

ہر مسلمان اس کو چھاپ کر ثواب دارین حاصل کریں

روزہ کے احکام و مسائل

سال بھر میں ایک مہینہ رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں۔ فرض ہونے کی یہ شرطیں ہیں۔ مسلمان ہونا، بالغ ہونا، حیض و نفاس سے پاک ہونا مگر حیض و نفاس سے پاک ہونے کے بعد قضا لازم ہے۔ نیت روزے کی کرنا، مقیم ہونا، تندرست ہونا، صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور مباشرت سے پرہیز رکھنے کا نام روزہ ہے۔ سحری کھانا مسنون ہے۔ اور سحری دیر کرکے کھانا اور افطار میں بعد غروب آفتاب کے جلدی کرنا مستحب ہے۔ افطار کھجور یا پانی سے کرنا، لغو و بیہودہ باتوں اور غیبت سے بچنا بھی مستحب ہے۔ روزے میں کوئی چیز چبانا، یا چکھنا، بوسہ لینا غیبت کرنا، جھوٹ بولنا، لڑنا مکروہ ہے۔ کھانے پینے مباشرت کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ قصداً منہ بھر قے کرنے سے روزہ قضا رکھنا پڑتا ہے۔

وہ امور جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا لازم آتی ہے

(۱) روزہ کی حالت میں وضو یا غسل کرتے وقت منہ یا ناک کے ذریعہ غلطی سے حلق میں پانی چلا جائے تو روزہ جاتا رہتا ہے۔ صرف قضا کرنی ہوگی۔

(مراقی الفلاح صفحہ ۴۰۶ عالمگیری ج ۲ ص ۱۵)

(۲) اسی طرح اگر روزہ کی حالت میں روزہ کا دھیان رہتے ہوئے قصداً لوبان یا اگربتی کا دھواں ناک یا منہ کے ذریعہ حلق میں اتار لیا جائے تو بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ صرف قضا کرنی ہوگی۔ (شامی ص ۱۰۶)

(۳) اسی طرح اگر کان میں یا ناک میں تیل یا کوئی گیلی دوا ڈالی جائے گی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ صرف قضا کرنی ہوگی

(مراقی الفلاح ص ۴۰۶ درمختار ج ۲ ص ۱۱۱)

(۴) اسی طرح اگر سحری کے وقت منہ میں پان رکھ کر سو جائے۔ اور صبح صادق کے بعد آنکھ کھلے تو بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ صرف قضا کرنی ہوگی۔

(امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۰۷)

۵۔ اسی طرح اندام نہانی میں اگر دوا رکھی جائے یا انگلی داخل کی جائے تو بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ صرف قضا کرنی ہوگی (مراقی الفلاح ص ۴۰۹)

(۶) اسی طرح ماہواری کے آجانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ صرف قضا کرنی ہوگی

(طحطاوی ص ۸۴)

(۷) اسی طرح اگر کوئی روزہ کی حالت میں بیمار پڑ جائے اور دوا وغیرہ کے لئے روزہ توڑنے کی ضرورت پیش آجائے تو کوئی گناہ نہیں۔ روزہ توڑ دیا جائے بعد میں صرف قضا کرلے

(فتاویٰ مولانا عبدالحی ج ۲ ص ۷۳)

(۸) اسی طرح اگر یہ خیال کرکے کہ ابھی سحری کا وقت باقی ہے، کھانا کھانے لگ جائے، لیکن بعد میں معلوم ہو جائے کہ سحری کا وقت ختم ہونے کے بعد کھانا کھایا تھا۔ تو وہ روزہ نہیں ہوگا اس کی قضا کرنی ہوگی (مراقی الفلاح ص ۴۰۷ درمختار ج ۲ ص ۱۱۳)

روزہ رکھنے کی نیت

وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ ط

اور میں نے ماہ رمضان کے کل کے روزے کی نیت کی۔

روزہ کھولنے کی نیت

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَ

اے اللہ میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا اور

عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ ط

تجھ پر بھروسہ رکھا۔ اور تیرے رزق پر افطار کیا۔

تسبیح تراویح

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ ط
سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ
وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ
وَالْجَبَرُوْتِ ط سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ
الَّذِيْ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ ط
سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَ
رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ ط
اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ
يَا مُجِيْرُ
يَا مُجِيْرُ
يَا مُجِيْرُ

ماہِ رمضان کی راتوں میں یہ دعا پڑھیں

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا يَا غَفُوْرُ يَا غَفُوْرُ يَا غَفُوْرُ ط

وہ امور جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

(۱) روزہ کی حالت میں آنکھوں میں سرمہ یا کاجل یا اور کوئی گیلی دوا ڈالنا جائز ہے

(شامی ج ۲ ص ۱۰۶)

(۲) اسی طرح سر میں اور بدن میں تیل ملنا بھی جائز ہے۔ (شامی ج ۲ ص ۱۰۶)

(۳) اسی طرح عطر اور پھول سونگھنا بھی جائز ہے۔ شامی ج ۲ ص ۱۰۶

(۴) اسی طرح روزہ کی حالت میں ہر کسی وقت مسواک کرنا بھی جائز ہے۔ خواہ مسواک سوکھی ہو یا تر۔ کڑوی یا میٹھی سب طرح کی جائز ہے۔

(عالمگیری ج ۲ ص ۱۱)

(۵) غسل کرتے وقت اگر کان میں پانی چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا (مراقی الفلاح ص ۹۴)

(۶) اسی طرح اگر خود بخود قے آجائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ خواہ کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔

(شامی ج ۲ ص ۱۲۰)

(۷) اسی طرح اگر خود بخود قے منہ میں آئی اور خود بخود ہی اندر چلی گئی تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا (شامی ج ۲ ص ۱۲۰)

(۸) اسی طرح اگر روزہ سے سوتے میں احتلام ہو جائے تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا

(عالمگیری ج ۲ ص ۱۲)

(۹) اسی طرح اگر روزہ سے نکسیر آجائے یا بلا ماہواری کے یا حالت حمل میں خون آجائے یا مسوڑھوں سے خون نکل آئے تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا

طحطاوی ص ۸۴-۸۷ شامی ج ۲ ص ۱۰۷

(۱۰) اسی طرح اگر بوقت ضرورت زبان سے کوئی چیز چکھی جائے یا دانتوں سے چبائی جائے تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(شامی ج ۲ ص ۱۲۲)

(ماخوذ)

ادارہ نشر و اشاعت دار العلوم حقانیہ کی مفید کتابیں

(۱) ارشادات حکیم الاسلام۔ دار العلوم حقانیہ کے سالانہ اجلاس ۱۹۶۲ء میں حضرت قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند کی "معجزات انبیاءؑ" اور "تنظیم فضلاء دیوبند" پر معرکۃ الآراء تقریریں قیمت ۵۰ پیسے

(۲) **انسانی فضیلت کا راز** انسانی فضیلت اور علم کی حقیقت کمالات معنوی و باطنی مسئلہ خلافت ربانی وغیرہ پر معرکۃ آلارا کتاب از ارشادات مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ قیمت ۵۰ پیسے

(۳) **مقام صحابہ و مسئلہ خلافت و شہادت**
صحابہ کرام کے مقام و احترام۔ فضیلۃ خلفاء راشدین۔ مسئلہ خلافت و شہادت حسینؓ۔ حضرت علیؓ و حضرت معاویہؓ کا باہمی تعلق اور رواداری مصالحۃ حسنؓ و معاویہؓ و دیگر عنوانات پر حضرت شیخ الحدیث مولانا عبد الحق صاحب مہتمم دار العلوم حقانیہ کی طویل اور معلومات آفرین تقریر معہ ذیلی حواشی و تشریحات صفحات ۱۰۰ قیمت ایک روپیہ (۴) **خدائی نعمتوں کے حقوق و تقاضے** قیمت ۱۲ پیسے علاوہ محصول ڈاک

شعبہ تصنیف و اشاعت دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور (مغربی پاکستان)

کتب مؤلفہ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر شیخ الحدیث و صدر مدرس مدرسہ نصرت العلوم دیگر مطبوعات ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ

کتاب	روپے - پیسے
(۱) احسن الکلام فی ترک قراۃ الفاتحہ خلف الامام مکمل	۵ - ۵۰
(۲) تبرید النواظر فی تحقیق الحاضر والناظر	۲ - ۷۵
(۳) راہ سنت (ردِ بدعات) بارہ حجم	۳ - ۵۰
(۴) چالیس دعائیں	۰ - ۵۰
(۵) گلدستہ توحید (تردید شرک)	۱ - ۷۵
(۶) دل کا سرور (مسئلہ مختار کل)	۲ - ۰۰
(۷) چراغ کی روشنی (فی تحقیق مسئلہ معراج)	۱ - ۰۰
(۸) آئینہ محمدی	۰ - ۳۷
(۹) البیان الازہر ترجمہ فقہ اکبر	۰ - ۵۰
(۱۰) انکار حدیث کے نتائج	۲ - ۰
(۱۱) ازالۃ الریب لمن مسئلہ علم الغیب	۸ - ۰
(۱۲) مقام حضرت امام ابو حنیفہؒ	۳ - ۵۰
(۱۳) طائفہ منصورہ	۲ - ۵۰
(۱۴) عیسائیت کا پس منظر	۱ - ۲۵
(۱۵) مجموعہ رسائل از حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ	۲ - ۰
(۱۶) تفسیر آیت النور " " "	۱ - ۲۵

ملنے کا پتہ
ناظم ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرت العلوم نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ (مغربی پاکستان)

بقیہ اداریہ صـ۳ سے آگے

کوئی فوری اقدام کریں تو نہ صرف اسلام پسند طبقے میں حکومت کا وقار بڑھے گا بلکہ خداوند قدوس کی نصرتیں بھی مملکت خداداد کے شامل حال ہو جائیں گی اور یہ ملک اللہ کے فضل و کرم سے دن دونی رات چوگنی ترقی کرے گا۔

آخر میں علماء اسلام سے ہماری درخواست ہے کہ وہ اس بارے میں مناسب اقدامات کریں۔ اور عوام سے اپیل ہے کہ وہ مسلمان کہلانے کا پاس کریں، خدا کے خوف کو دلوں میں جگہ دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے کی لاج رکھیں۔ اور اپنی زندگیوں کو کتاب و سنت کے سانچے میں ڈھال کر اللہ کی ابدی رحمتوں اور نوازشوں کے سزاوار ٹھہریں۔

بقیہ مجلس ذکر

کا مہینہ ہے زیادہ سے زیادہ عبادت الٰہی کرنے کا مہینہ ہے۔ نہ کہ جھگڑے کرنے کا۔ اگر کوئی آٹھ تراویح میں قرآن پڑھتا ہے۔ تو ٹھیک ہے۔ اور اگر کوئی بیس تراویح میں قرآن پڑھتا ہے تو ٹھیک ہے۔ مگر یہ فریب نفس ہے کہ بیس رکعت والی مسجد میں آٹھ رکعت پڑھ کر بھاگ جائیں۔ جو آٹھ رکعت تراویح پڑھتے ہیں۔ انہیں ایسے ہی حافظ کے پیچھے نماز پڑھنا چاہیئے جو آٹھ رکعت میں پارہ ختم کرے۔ تاکہ آخر میں مقتدی پورا قرآن تو سُن سکے اللہ تعالےٰ ہم سب کو روزہ کی رُوح کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

دورۂ تفسیر

قطب الاقطاب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے اتباع میں معمول کے مطابق اس سال بھی فارغ التحصیل علمائے کرام کا دورۂ تفسیر انجمن خدام الدین کے زیر اہتمام یکم رمضان المبارک سے شروع ہوگا۔ حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے طریق پر ربط آیات کے ساتھ قرآن کریم کی تفسیر پڑھائیں گے۔ شریک ہونے والے علماء کرام موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔

(میاں) غلام حسین (صاحب)
ناظم:- انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور

فلسفۂ معجزات

جون ۱۹۶۲ء جامع مسجد کوئٹہ میں حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحب متعنا اللہ تعالیٰ بطول بقاءہ نے حکیمانہ انداز میں دلائل عقلیہ کیساتھ معجزات کا وجود۔ اُن کی حکمت۔ معجزات اور سائنس کا تعلق اور وہ انبیاء کے لئے کیوں ضروری ہیں ایسے فصیح و بلیغ انداز میں خداداد ذہانت کی تیزی فکر کی گہرائی اور علم کی وسعت سے بیان فرمایا۔ کہ انبیاء معجزات اور احکام تینوں کا باہمی تعلق گلدستہ کی طرف سامنے آگیا ہے یہ تقریر فلسفہ معجزات کے نام سے چھپ چکی ہے اور مندرجہ ذیل پتہ سے منگائی جاسکتی ہے قیمت ۵۰ پیسے

(مولانا) نور النبی خطیب مسجد جلتن مارکیٹ و مدرس اسلامیہ ہائی سکول کوئٹہ۔

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ شیخ الحدیث مدرسہ قاسم العلوم ملتان و ممبر قومی اسمبلی پاکستان کی طرف سے خوش نصیب عازمین حج اور زائرین گنبد خضراء کو مبارکباد

اور ہمدردانہ مشورہ

معلم عمر نوح (مکی) کے ہاں قیام فرما کر فریضہ حج کی ادائیگی میں مناسب راہنمائی اور آرام دہ سفر کی تمام سہولتیں حاصل کریں

(نوٹ :- پاکستانی حجاج کرام اشتہار ہذا کا حوالہ معلم عمر نوح مکی کو ضرور دیں)

روانگی کی اطلاع اور جملہ شکایات کا دفتر

خادم الحجاج و خطیب مسجد رحمانیہ
جمعیۃ علماء اسلام - **الوکیل حاجی عبد الرحمٰن عطار** اورنگزیب روڈ بیرون دہلی گیٹ ملتان

سید الاتقیا، اسوۃ الصلحا، مہاجر مدنی حضرت مولانا حبیب اللہ مدظلہ العالی کا

مکتوبِ حبیب

یہ مکتوب گرامی اماں جی ادام اللہ فضلہا کے نام ہے۔ چنانچہ انھیں کی خواہش کے مطابق ہدیۂ قارئین کرام کیا جا رہا ہے ——— (مناظر حسین نظر)

۲۸ رجب ۱۳۸۲ھ ۲۵ دسمبر ۱۹۶۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد
بہ پیش گاہ علیا حضرۃ آیۃ رحمت مخدومتہ المکرم والدہ ماجدہ صاحبہ دامت

سلام مسنون۔ مزاج اقدس۔ حبیب اللہ از المدینۃ المنورۃ

فضلاً من اللہ ونعمۃ بخیر وعافیتہ ورحمۃ وسلامتہ ہوں۔ الحمد للہ رب العالمین رحمت الٰہی سے یقینی توقع ہے کہ انشاء اللہ العزیز آپ سب حضرات بھی میری ہی طرح مع الخیر ہوں گے۔

آج یوم الثلاثاء ۲۸ رجب ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۵ دسمبر ۱۹۶۲ء کو آپ کا گرامت نامہ محررہ طاہرہ بی بی مؤرخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۶۲ء باعث سرفرازی ہو کر کا [illegible] ہوا۔ گذشتہ کل حکیم علی احمد صاحب نیر واسطی مجھ کو تلاش کرتے ہوئے میری قیام گاہ پر پہنچے۔ مجھ سے ذکر کیا کہ میں تمام مشرق و مغرب کے ممالک کے دورہ پر حکومت پاکستان کی طرف سے نکلا ہوں۔ امریکہ۔ اور یورپ کے تمام ممالک اور بڑے بڑے شہروں میں کافی دن ٹھہرا ہوں۔ بعد ازاں۔ شام۔ لبنان۔ بیروت۔ دمشق۔ مصر ہوتا ہوا۔ اب المدینۃ المنورہ آیا ہوں۔ یہاں سے ایران و عراق کا قصد ہے۔

مجھ عبد حقیر و فقیر سے ملاقات کا خاص مقصد جو انہوں نے بیان کیا وہ یہ تھا کہ میں حضرت مولانا مرحوم (ابا جان رحمۃ اللہ علیہ) کے ارادتمندوں میں سے ہوں۔ مجھ کو ان سے خصوصی نیازمندی کا شرف حاصل ہے۔ حضرت مولانا مرحوم کی برکت سے رحمت الٰہی کا جو دروازہ کھلا تھا۔ اس کو کھلا ہی رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سدا اس کو کھلا ہی رکھے میری ذاتی رائے۔ اور میرے ساتھ اور بھی بہت سے احباب کرام کی رائے (جن میں لاہور کے بہت سے معززین ہیں) یہ ہے کہ اس وقت لاہور میں تمہارا ہونا بہت ضروری ہے۔ اور اس ضرورت کا شدت کے ساتھ احساس کیا جا رہا ہے۔ لاہور سے روانگی کے وقت مجھ سے احباب نے کہا تھا کہ المدینۃ المنورہ میں حبیب اللہ کو ہمارا یہ پیغام پہنچا دینا۔

میں نے ان کی بات کو غور سے سنا۔ اور مختصر طور پر پہلی ہی ملاقات و مجلس میں صرف اتنا عرض کیا کہ جناب حکیم صاحب یہ ایک حقیقت ثابتہ ہے جو وجدان سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ استدلالی چیز نہیں مجھ کو المدینۃ المنورۃ کے قیام میں جو روحانی سرور و نشاط۔ جو قلبی سکون و طمانیت میسر ہے اور یہی حسب ما قدر اللہ لی الخیر والسعادۃ والتوفیق جو عبادات کی توفیق من جانب اللہ حاصل ہے۔ دنیا کی سب نعمتوں کو اس پر قربان کر سکتا ہوں۔ لیکن اس روحانی سرور و نشاط اور اس قلبی سکون و طمانیت کو دنیا کی کسی نعمت پر قربان نہیں کر سکتا۔

میرے دل کی یہی پیاس ہے کہ بقیۃ العمر اللہ تبارک و تعالیٰ حسن ادب پر قائم رہتے ہوئے المدینۃ المنورہ ہی قیام کا شرف بخشے۔ اور اس شرف سے محروم نہ فرمائے۔

لاہور میں میرے دو بھائی ہیں میں ان کے لئے دعاء خیر کرتا ہوں۔ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے غیب کے فیض سے ان کی تائید و نصرت فرمائے۔ اور وہ ابا جان رحمۃ اللہ علیہ کی مسند پر بیٹھ کر رشد و ہدایت کے اس سلسلہ کو جاری رکھ سکیں۔ آمین

یہ ایک امر واقعہ ہے کہ مجھ عبد حقیر و فقیر پر جو اللہ تبارک و تعالیٰ کا فضل و احسان ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں۔ اور شہنشاہوں پر اللہ کا وہ انعام نہیں ہوا۔

ہندوستان کے جتنے مغل سلاطین گذرے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک مغل شہنشاہ کو اس دربار کی حاضری کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ ان کے قلعے۔ ان کے مقبرے۔ ان کی جامع مسجدیں۔ دنیا میں ایسی ایسی یادگاریں ہیں کہ ایک مرتبہ ایک ایرانی سفیر نے کہا تھا کہ شاہان ہند شاہی نمی کنند خدائی میکنند۔

آخرت میں ان کے قلعے۔ مقبرے۔ اور پر شکوہ عمارتیں کام نہیں آئینگی۔ اگر یہاں کی حاضری کا شرف حاصل ہو جاتا تو وہ آخرت میں ضرور ان کے کام آتا۔

حتیٰ کہ جتنے سلاطین آل عثمان گذرے ہیں۔ ان سب خلفاء کو بھی حرمین الشریفین کی زیارت کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ حالانکہ حرمین الشریفین ان کی قلمرو میں تھا۔ اور ہمیشہ جمعہ کے دن امام خطبہ میں آٹھ سو برس تک یہ پڑھتے رہے ہیں۔

سلطان البرین و البحرین۔ خادم الحرمین و القبلتین السلطان فلان بن فلان۔

بیہقی کی روایت میں ہے کہ ہر روز ستر ہزار فرشتے آسمان سے دن کو اور اسی طرح ستر ہزار فرشتے رات کو روضۂ اطہر پر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کیلئے نازل ہوتے ہیں۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں انہوں نے نقل کی ہے

ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی۔ یاایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔

آسمان سے ملائکۂ عظام جس مقام کی تقدیس و تبریک حاصل کرنے کیلئے نازل ہوتے ہوں وہاں پر مجھ عبد حقیر و فقیر و مذنب کا قیام میرے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ کا ایک بہت ہی بے بہا انعام ہے

ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ واللہ ذو الفضل العظیم۔

جس مقدس مقام پر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر بسجدہ دعائیں فرمائیں۔ اور تمام حضرات خلفاء الراشدین اور سب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے دعائیں کیں۔ اور تمام عالم اسلامی کے سب صلحاء شرقاً و غرباً جہاں پر ہر سال صدیوں سے جمع ہو کر دعائیں فرماتے ہیں اس مقدس مقام کو قبولیت دعا کے ساتھ خاص مناسبت ہے۔ میں اس مقام پر خصوصیت کے ساتھ آپ حضرات والدین الماجدین کیلئے اور اپنے خاندان کے سب افراد کیلئے دن رات بہت بہت دعائیں باُمید قبولیت کرتا رہتا ہوں۔

گھر کے سب حضرات کو فرداً فرداً سلام مسنون عرض کر دیں۔ جناب ماموں جان مدظلہ العالی اور ان کے جملہ متعلقین کو اور ہمشیرہ صاحبہ اور ان کے سب بچوں کو سلام مسنون۔

والسلام مع الاکرام

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء۔

نقشہ اوقات سحری و افطاری رمضان المبارک

۱۳۸۲ ہجری
۱۹۶۳ عیسوی

:- برائے :- شہر لاہور و مضافات

رمضان المبارک

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	اختتام سحری منٹ	اختتام سحری گھنٹہ	افطاری منٹ	افطاری گھنٹہ
اتوار	۲۷ جنوری	یکم رمضان	۳۴	۵	۳۳	۵
پیر	۲۸	۲	۳۴	۵	۳۴	۵
منگل	۲۹	۳	۳۳	۵	۳۵	۵
بدھ	۳۰	۴	۳۳	۵	۳۶	۵
جمعرات	۳۱	۵	۳۲	۵	۳۷	۵
جمعہ	یکم فروری	۶	۳۲	۵	۳۸	۵
ہفتہ	۲	۷	۳۲	۵	۳۹	۵
اتوار	۳	۸	۳۱	۵	۳۹	۵
پیر	۴	۹	۳۱	۵	۴۰	۵
منگل	۵	۱۰	۳۰	۵	۴۱	۵
بدھ	۶	۱۱	۳۰	۵	۴۲	۵
جمعرات	۷	۱۲	۲۹	۵	۴۳	۵
جمعہ	۸	۱۳	۲۹	۵	۴۴	۵
ہفتہ	۹	۱۴	۲۸	۵	۴۵	۵
اتوار	۱۰	۱۵	۲۷	۵	۴۶	۵
پیر	۱۱	۱۶	۲۶	۵	۴۷	۵
منگل	۱۲	۱۷	۲۶	۵	۴۷	۵
بدھ	۱۳	۱۸	۲۵	۵	۴۸	۵
جمعرات	۱۴	۱۹	۲۴	۵	۴۹	۵
جمعہ	۱۵	۲۰	۲۳	۵	۵۰	۵
ہفتہ	۱۶	۲۱	۲۲	۵	۵۱	۵
اتوار	۱۷	۲۲	۲۱	۵	۵۲	۵
پیر	۱۸	۲۳	۲۰	۵	۵۲	۵
منگل	۱۹	۲۴	۱۹	۵	۵۳	۵
بدھ	۲۰	۲۵	۱۸	۵	۵۴	۵
جمعرات	۲۱	۲۶	۱۷	۵	۵۵	۵
جمعہ	۲۲	۲۷	۱۶	۵	۵۶	۵
ہفتہ	۲۳	۲۸	۱۵	۵	۵۶	۵
اتوار	۲۴	۲۹	۱۵	۵	۵۷	۵
پیر	۲۵	۳۰	۱۴	۵	۵۸	۵

شوال کے روزے

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	اختتام سحری منٹ	اختتام سحری گھنٹہ	افطاری منٹ	افطاری گھنٹہ
منگل	۲۶ فروری	یکم شوال	عید الفطر			
بدھ	۲۷	۲	۱۲	۵	۰	۶
جمعرات	۲۸	۳	۱۱	۵	۰	۶
جمعہ	یکم مارچ	۴	۱۰	۵	۱	۶
ہفتہ	۲	۵	۹	۵	۲	۶
اتوار	۳	۶	۷	۵	۲	۶
پیر	۴	۷	۶	۵	۳	۶

ضروری ہدایات

لاہور کے علاوہ مغربی پاکستان کے دوسرے شہروں کے اوقات سحری و افطاری کیلئے مندرجہ ذیل منٹ جمع (+) اور منہا (-) کر کے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

مقامات	اختتام سحری	افطاری	مقامات	اختتام سحری	افطاری
پشاور	+ ۸ منٹ	+ ۱۳ منٹ	خوشاب	+ ۷ منٹ	+ ۸ منٹ
پاراچنار	+ ۱۴ //	+ ۲۳ //	سرگودھا	+ ۸ //	+ ۸ //
بنوں	+ ۱۳ //	+ ۱۷ //	ڈیرہ اسمٰعیل خان	+ ۱۴ //	+ ۱۳ //
میران شاہ	+ ۱۵ //	+ ۲۰ //	ڈیرہ غازیخان	+ ۱۵ //	+ ۱۳ //
کوہاٹ	+ ۹ //	+ ۱۵ //	لائل پور	+ ۵ //	+ ۵ //
کیمبل پور	+ ۵ //	+ ۱۰ //	ملتان	+ ۱۲ //	+ ۱۰ //
میانوالی	+ ۱۰ //	+ ۱۲ //	منٹگمری	+ ۵ //	+ ۵ //
مری	+ ۱ //	+ ۱۱ //	بہاولپور	+ ۱۱ //	+ ۹ //
راولپنڈی	+ ۲ //	+ ۸ //	بہاولنگر	+ ۵ //	+ ۳ //
جہلم	+ ۱ //	+ ۴ //	رحیم یارخان	+ ۱۸ //	+ ۱۵ //
سیالکوٹ	- ۲ //	- ۱ //	خان پور	+ ۱۷ //	+ ۱۴ //
جھنگ	+ ۵ //	+ ۸ //	شیخوپورہ	+ ۱ //	+ ۱ //
گوجرانوالہ	+ ۱ //	+ ۱ //	گجرات	+ ۲ //	+ ۲ //
مظفرگڑھ	+ ۱۰ //	+ ۱۰ //	چترال	+ ۱۱ //	+ ۱۱ //
کراچی	+ ۲۷ //	+ ۲۷ //	حیدرآباد سندھ	+ ۲۳ //	+ ۲۳ //
شکارپور	+ ۱۵ //	+ ۱۵ //	سکھر	+ ۱۸ //	+ ۱۸ //

:- تیار کردہ :-

احقر الانام غلام قادر اظہر۔ ہیڈ ڈرافٹسمین خالد منزل الف ۲۷۵۶ - لائن سبحان خاں لاہور

زرین آرٹ پریس لاہور میں پرنٹر و پبلشر مولوی عبید اللہ انور نے چھپوا کر دفتر خدام الدین اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔